آیۃ الکرسی

جنت کی کنجی

فاروق احمد

مکتبہ اسلامیہ

تالیف

فاروق احمد

مکتبہ اسلامیہ

فہرست

مقدمہ

اِنَّ الْحَمْدَلِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

تمام حمد وثنا اللہ کے لیے ہے۔ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔اور ہم اپنے نفسوں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔جس شخص کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

یہ کتاب قرآن مجید کی ایک عظیم آیت کی مختصر تفسیر ہے۔جس کو میں ''آیۃ الکرسی، جنت کی کنجی'' کے نام سے موسوم کررہا ہوں۔آیات قرآنیہ میں سے یہ واحد آیت کریمہ ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے بطور وظیفہ کثرت سے تلاوت کیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت مسلمہ کو تلاوت کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔مثلاً پانچ نمازوں کے بعد، رات کو سوتے وقت، اپنی مادی چیزوں کو جن وانس سے محفوظ رکھنے کے لیے خصوصی طور پر تلاوت کی تعلیم عطا فرمائی ہے۔اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس کو بطور وظیفہ اپنانے کی مقدور بھر کوشش کرے اور اس آیت کے فیوض وبرکات کو سمیٹنے کا

اہتمام کرے۔قرآن مجید کی تلاوت کا بھی ثواب ہے۔قرآن کو چھونے، دیکھنے اور سننے کا بھی ثواب ہے۔تاہم اس کو سمجھ کر پڑھنے کا اسلام اس لیے تقاضا کرتا ہے کہ یہ کتاب، کتابِ ہدایت ہے۔اس میں زندگی کے جملہ معاملات وشعبہ جات کے لیے رہنمائی اور ہدایات موجود ہیں۔قرآن کی تعلیم حاصل کرنا ہماری ذاتی اور انفرادی ضرورت بھی ہے۔اور ہمارے اہل خانہ کے ہر فرد کی بھی ضرورت ہے اور اجتماعی طور پر تمام مسلمانوں کی بھی ناگزیر ضرورت ہے۔حکمرانوں کی عدلیہ کی فوج کی، مقننہ کی، میڈیا اور شعبہ تعلیم سے وابستہ ہر فرد کی ضرورت ہے۔غرض نوع انسانی کا ہر فرد قرآنی تعلیمات کا محتاج اور شدید ضرورت مند ہے۔اس لیے ہمیں آگے بڑھ کر اس کے لفظی ترجمہ اور اس کے مفہوم و مقاصد کو سمجھنے کا انتظام کرنا چاہیے۔اصحاب علم سے گزارش ہ کہ وہ اس کتاب بھی اس کا مطالعہ کریں اور تجاویز و مشوروں کے علمی وفکری جواہر پارے جوان کے پاس ہوں، وہ مجھے ارسال کریں۔ان کو اس کتاب کا حصہ بنانے کی کوشش کی جائے گی۔جو احباب مبتدی ہیں، وہ فہم قرآن کا آغاز اس عظیم آیت یعنی آیۃ الکرسی سے کریں۔کیونکہ اس میں عقیدۂ توحید کو مختصر بیان کیا گیا ہے۔اسلام کا عقیدہ شفاعت کیا ہے؟ اس سوال کا جواب اس آیت میں موجود ہے۔علم کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔یہ اور ایسی کئی دیگر صفات الٰہی کا بیان اس میں آپ کو ملے گا۔پھر احادیث کی روشنی میں آیت اس کی تاثیر، ہماری زندگیوں کے لیے اس کی اہمیت و ضرورت کیا ہے؟ غرض ایسے کئی اہم موضوعات اس کتاب کا حصہ ہیں۔میں یہ کتاب اپنی والدہ محترمہ بخشؒ کے نام منسوب کرتا ہوں۔آپ بھی اس کی اشاعت میں اضافہ کر کے اپنی والدہ یا والدین یا مرحومین اعزہ واقربا کے نام بطور ایصال ثواب دیں،

بیس، پچاس، سو کاپیاں خرید کر مساجد و مدارس کے مستحق طلبہ یا عام مسلمانوں تک پہنچانے کے عمل میں شریک ہوسکتے ہیں۔ میں اس دعا کے ساتھ کتاب آپ کے حوالے کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے آپ کے لیے فہم قرآن کا دروازہ کھولے۔ اور آیۃ الکرسی کو حرز جان بنانے کی ہمت وتوفیق بخشے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ میری والدہ اور والد کے لیے اسے آخرت میں ذریعہ نجات بنادے۔ آمین

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾﴾ [1]

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾﴾ [2]

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾﴾ [3]

فاروق احمد

مسعود آباد کالونی لودھراں

---

[1] ١٤/ ابراھیم: ٤٠۔٤١۔

[2] ٥٩/الحشر: ١٠۔ [3] ٢/البقرۃ: ٢٠١۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٢٥٥ ﴾ [1]

”اللہ، وہ زندۂ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں ۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ آتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے۔ اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے، اس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفتِ ادراک میں نہیں آسکتی اِلّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ان کو دینا چاہے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔“

[1] ۲/البقرۃ: ۲۵۵۔

آیت الکرسی اور اس کا ترجمہ آپ نے پڑھا ہے۔ بظاہر یہ آیت دس جملوں پر مشتمل ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے خوبصورت الفاظ میں اپنا تعارف کرایا ہے۔ وہ زندۂ جاوید ہستی ہے، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس ذات کے سوا کوئی خدا نہیں، یعنی خدائی پوری کی پوری بلاشرکت غیرے اس غیر فانی ذات کی ہے، جو کسی کی بخشی ہوئی زندگی سے نہیں، بلکہ خود اپنی ہی حیات سے زندہ ہے اور جس کے بل بوتے ہی پر کائنات کا سارا نظام قائم ہے۔ وہ اپنی سلطنت میں خداوندی کے جملہ اختیارات کا مالک ہے، کوئی دوسرا نہ اس کی ذات میں شریک ہے، نہ اس کی صفات میں، نہ اس کے اختیارات میں اور نہ اس کے حقوق میں۔ وہ زمین وآسمان کا اور ہر اس چیز کا مالک ہے، جو زمین و آسمان میں ہے۔ اس کی ملکیت میں، اس کی تدبیر میں اور اس کی پادشاہی و حکمرانی میں کسی کا قطعاً کوئی حصہ نہیں۔ اس کائنات میں دوسری جس ہستی کا تصور کرو وہ اس کائنات کا ایک حصہ اور ایک فرد ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا مملوک و غلام ہے ، نہ کہ اس کا شریک و ہمسر۔ یہ تو دور کی بات ہے، اس کے ہاں کوئی بڑے سے بڑا پیغمبر اور کوئی مقرب ترین فرشتہ اس بادشاہ ارض وسماء کے دربار میں بلا اجازت زبان کھولنے کی جرأت نہیں رکھتا۔ وہ علیم ہے کہ سب کچھ جانتا ہے، جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور کوئی اس کے علم میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ میں نہیں لاسکتا۔ ہاں اپنے علوم میں سے وہ جتنا کسی کو چاہے عطا کر دے۔ اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لیے تھکا دینے والا کام نہیں۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔ یہ اس آیت کے مضامین کا خلاصہ ہے۔ اس اجمال کی تفصیل تو آپ آگے چل کر پڑھیں گے، یہاں سب سے پہلے اس سورت کی اہمیت اور مقام کو سمجھ لیجئے، جس سورۃ مبارکہ کی یہ ایک آیت ہے۔

آیۃ الکرسی، سورۃ البقرۃ کی ایک آیت ہے

آیۃ الکرسی سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۵۵ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جس سورت کا یہ حصہ ہے اس سورت کے اس مقام کو اپنے سامنے رکھا جائے جو صاحب قرآن نے بیان فرمایا ہے۔ اس حوالے سے جب ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس سورت کی بے حد فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

سورۃ البقرۃ کا مقام و مرتبہ حدیث کی روشنی میں

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر کو قبرستان نہ بناؤ کیونکہ جس گھر میں سورۂ بقرہ کو پڑھا جائے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔'' [1]

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (یاد رکھو) شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ تلاوت کی جاتی ہے۔'' [2]

③ حضرت سہل بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کی ایک کوہان ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان سورۂ بقرہ ہے جو شخص ایک رات اسے اپنے گھر میں پڑھ لے تو تین راتیں شیطان اس گھر میں داخل

---

[1] جامع الترمذی فضائل القران: ۲۸۷۷؛ صحیح مسلم حدیث:۱۸۲٤؛ والسنن الکبرٰی للنسائی حدیث: ۸۰۱۵؛ مسند احمد: ۲/ ۳۷۸۔

[2] صحیح مسلم : ۱۸۲٤۔

نہیں ہو سکتا۔'' [1]

④ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی رات کے لمحات میں تلاوت کرے گا تو ان کا تلاوت کرنا اسے (رات کے قیام سے) کفایت کرے گا۔ یا ہر نقصان سے محفوظ رکھے گا۔'' [2]

⑤ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہر چیز کی بلندی ہوتی ہے۔ اور قرآن کی بلندی سورۂ بقرہ ہے۔ ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کا خلاصہ مفصل سورتیں ہیں۔ [3]

⑥ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے (ہی ایک اور روایت ہے کہ) ہر وہ گھر جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے، شیطان گوز مارتا ہوا اس سے بھاگ جاتا ہے۔ [4]

⑦ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس نے رات کو سورۂ بقرہ کی دس آیات پڑھیں، اس رات اس کے گھر شیطان داخل نہیں ہوگا۔ ان دس آیات سے مراد چار ابتدائی آیات، آیۃ الکرسی، دو اس کے بعد والی آیات (۲۵۵ تا ۲۵۷) اور اس سورت کی آخری (۲۸۴ تا ۲۸۶) آیات ہیں۔

---

[1] السلسلة الصحيحة للالباني: ٥٨٨، صحيح ابن حبان: ٧٨٠، المعجم الكبير للطبراني: ٦/ ١٦٣ ح ٥٨٦٤۔

[2] صحيح بخاري كتاب المغازي : ٤٠٠٨ وصحيح مسلم : ١٨٧٨ و سنن أبو داود: ١٣٩٧ و جامع الترمذي : ٢٨٨١ و سنن ابن ماجه : ١٣٦٨۔

[3] سنن دارمى ٢/ ٤٤٧ ح ٣٣٨٠ نسخة محققة : ٢٤٢٠۔

[4] سنن دارمي ، فضائل القرآن باب في فضل سورة البقرة ٢/ ٣٣١ ح ٣٣٧٥۔

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ اس دن اس کے اور اس کے اہل وعیال کے قریب نہ شیطان آئے گا اور نہ کوئی اور ایسی چیز جو اسے ناپسند ہو۔ یہ آیات کسی مجنون پر پڑھی جائیں تو اسے بھی افاقہ ہو جاتا ہے۔ [1]

⑧ امام بخاری نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رات کو وہ سورۂ بقرہ تلاوت فرما رہے تھے۔ ان کا گھوڑا پاس ہی بندھا ہوا تھا کہ اس نے بدکنا شروع کر دیا، وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی پرسکون ہو گیا۔ انہوں نے پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑے نے بدکنا شروع کر دیا۔ وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا پھر پرسکون ہو گیا۔ انہوں نے پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ انہوں نے تلاوت کو ختم کر دیا کیونکہ ان کا بیٹا بھی قریب ہی سو رہا تھا، انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ گھوڑا اسے نقصان نہ پہنچا دے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔

یہ واقعہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابن حضیر! آپ پڑھتے رہتے" عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں اس بات سے ڈر گیا تھا کہ گھوڑا یحییٰ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ جو قریب ہی لیٹا ہوا تھا۔ میں نے دھیان اوپر کیا اور بچے کے پاس آ گیا۔ پھر میں نے اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سائبان کی طرح ایک چیز جس میں چراغوں کی مانند کوئی شے ہے، پھر میں باہر نکلا تو دیکھا کہ کچھ بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپ جانتے ہیں یہ کیا چیز تھی؟" عرض کی: جی نہیں۔ آپ نے فرمایا: "یہ تو فرشتے تھے جو آپ کی تلاوت سننے کے لیے آئے تھے، اگر آپ پڑھتے رہتے تو لوگ صبح کے وقت انہیں اپنی آنکھوں

---

[1] سنن دارمی، فضائل القرآن باب في فضل اول سورة البقرة، و آية الكرسي ٢/ ٣٣٢ ح ٣٣٨٢، ٣٣٨٣۔

سے بے حجاب دیکھتے۔'' [1]

⑨ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: ''قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو اس لیے کہ قرآن پاک قیامت کے دن ان لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ جو قرآن کی تلاوت کرتے رہے، دو روشن سورتوں (سورت بقرہ اور آل عمران) کی تلاوت کیا کرو، یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سایہ دار بادلوں یا ہلکے بادلوں یا پرندوں کی دو ٹولیوں کی شکل میں ہوں گی، جنہوں نے اپنے پروں کو پھیلایا ہوگا، وہ اپنے پڑھنے والوں کی جانب سے جھگڑا کریں گی۔ سورت بقرہ کی تلاوت کیا کرو اس لیے کہ سورت بقرہ کی تلاوت باعث برکت ہے اور اس کی تلاوت نہ کرنا باعث افسوس ہے، سورت بقرہ کی تلاوت کی توفیق ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوگی جو سستی کا شکار ہیں، یاد رکھو! جادوگر لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔'' [2]

⑩ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:

''قیامت کے دن قرآن پاک اور اس کے پڑھنے والوں کو لایا جائے گا جو قرآن پاک پر عمل پیرا رہے۔ قرآن پاک (کی سورتوں) میں سے آگے سورۃ بقرہ اور آل عمران ہوں گی گویا کہ وہ دو بادل ہیں یا دو سیاہ بادل ہیں ان کے درمیان روشنی ہے، یا وہ پرندوں کی دو قطاریں ہیں جنہوں نے پر پھیلائے ہوئے ہیں، وہ اپنے ساتھی کی

---

[1] صحیح بخاری، فضائل القرآن: ۵۰۱۸؛ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین باب نزول السکینۃ لقرأۃ القرآن : ۱۸۵۹۔

[2] صحیح مسلم : ۱۸۷۴۔

طرف سے جھگڑا کریں گی۔“ [1]

سورۃ البقرہ کا مقام ومرتبہ ان دس احادیث سے واضح ہے۔ یوں تو قرآن پاک کی روزانہ تلاوت مسنون بھی ہے اور ایمان کا تقاضا بھی، اس کے ساتھ سورہ بقرہ کو خصوصی طو پر روزانہ شب وروز مکمل تلاوت کرنا یا کچھ حصہ بطور وظیفہ مطلوب ہے، یعنی سورۂ بقرۃ کی آیات ایک تا چار، آیات دوسو پچپن تا دوسوستاون اور آیات دوسو چوراسی تا دوسو چھیاسی۔ انہی آیات میں ایک آیت دوسو پچپن آیۃ الکرسی ہے۔ اس آیت کا سورۂ بقرہ اور قرآن مجید میں کیا مقام ومرتبہ ہے اور آیت کی تعلیمات کیا ہیں؟ آیئے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے آیۃ الکرسی کے بارہ میں آنحضرت کی پانچ احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

آیۃ الکرسی کی عظمت اور صحابہ کرام کو اس کی تعلیم

① وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ: ((یَا اَبَا الْمُنْذِرِ! اَتَدْرِیْ اَیُّ آیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَعَکَ اَعْظَمُ؟)) قُلْتُ: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ: قَالَ: ((یَااَبَا الْمُنْذِرِ! اَتَدْرِیْ أَیُّ آیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَعَکَ اَعْظَمُ؟)) قُلْتُ: ﴿اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ قَالَ: فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ: ((لِیَھْنِکَ الْعِلْمُ یَااَبَا الْمُنْذِرِ!)) [2]

---

[1] صحیح مسلم : ١٨٧٦ و جامع الترمذي : ٢٨٨٣۔

[2] صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن : ١٨٨٥ و سنن أبو داود : ١٤٦٠۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! تجھے معلوم ہے کہ اللہ کی کتاب میں سے کون سی آیت تیرے پاس زیادہ عظمت اور شان والی ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پوچھا: ''اے ابوالمنذر! اللہ کی کتاب سے کون سی آیت، جو تمہیں یاد ہو وہ زیادہ عظمت اور شان والی ہے؟'' میں نے عرض کیا: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ﴾ (اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ ذات زندہ اور قائم رہنے والی ہے) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر (ہاتھ) مارتے ہوئے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! تجھے علم مبارک ہو۔''

آیۃ الکرسی کی تلاوت سے انسان شیطانی حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے

② وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ،قَالَ: وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ،فَاَتَانِيْ آتٍ،فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُهُ وَقُلْتُ:لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: اِنِّيْ مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ۔ وَلِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم:((يَا اَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟)) قُلْتُ:يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ، قَالَ:((اَمَا اِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُوْدُ))؛ فَعَرَفْتُ لِاَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّهُ

سَيَعُوْدُ، فَرَصَدْتُّهُ، فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ـ قَالَ: دَعْنِيْ فَاِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لَآ اَعُوْدُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ، فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَآ اَبَاهُرَيْرَةَ! مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ؟)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً، وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ، فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُوْدُ)) فَرَصَدْتُّهُ، فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: وَهٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ اِنَّكَ تَزْعُمُ لَاتَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ـ قَالَ: دَعْنِيْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا: اِذَا أَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ﴾ حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ، فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ، فَاَصْبَحَ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ؟)) قُلْتُ: زَعَمَ اَنَّهُ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا ـ قَالَ: ((اَمَا اِنَّهُ صَدَقَكَ، وَهُوَ كَذُوْبٌ)) تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ؟ قُلْتُ: لَا ـ قَالَ: ((ذَاكَ شَيْطَانٌ)) [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقہ رمضان کی حفاظت پر مقرر فرمایا، چنانچہ میرے

---

[1] صحيح بخاري: ۲۳۱۱، ۳۲۷۵ و ۵۰۱۰ـ

پاس ایک آنے والا آیا، وہ (دونوں ہاتھوں کے ساتھ) کھجوریں اٹھانے لگ گیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیش کروں گا۔ اس نے (منت سماجت کرتے ہوئے) کہا: میں ضرورت مند ہوں اور مجھ پر اہل وعیال (کے اخراجات) کی ذمہ داری ہے اور مجھے شدید ضرورت بھی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! گزشتہ رات کا تیرا قیدی کہاں ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے اپنے حاجت مند ہونے اور کثرتِ عیال کا زوردار انداز میں شکوہ کیا، چنانچہ میں نے اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ''خبردار! اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے، وہ عنقریب پھر آئے گا'' (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ) مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ عنقریب پھر آئے گا۔ چنانچہ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا، جب وہ دوبارہ آیا اور کھجوروں (کے ڈھیر) سے (دونوں ہاتھوں کے ساتھ) اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پھر پکڑ لیا اور کہا: میں تیرا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ضرور لے جاؤں گا۔ اس نے (منت سماجت کرتے ہوئے) کہا: مجھے چھوڑ دیں اس لیے کہ میں ضرورت مند ہوں اور مجھ پر اہل وعیال کا بوجھ ہے، اب میں دوبارہ نہیں آؤں گا، چنانچہ میں نے اس پر ترس کھاتے ہوئے دوسری مرتبہ بھی اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا: ''اے ابوہریرہ! تیرے قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

اس نے اپنی ضرورت مندی اور اہل وعیال کے بوجھ کا زوردار الفاظ میں ذکر کیا، چنانچہ میں نے اس پر ترس کھایا اور اس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تجھے جھوٹ کہا ہے، وہ پھر آئے گا۔'' چنانچہ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا۔ وہ آیا اور (کھجوروں کے ڈھیر) سے (دونوں ہاتھوں کے ساتھ) اٹھانے لگا۔ میں نے اسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ آج میں ضرور تیرا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤں گا۔ اب یہ تیسری بار اور آخری بار ہے، تم کہتے رہے ہو کہ میں واپس نہیں آؤں گا لیکن تم پھر آتے ہو۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے تجھے فائدہ ہوگا! جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو مکمل آیت الکرسی پڑھ، اس کی تلاوت سے ہمیشہ تجھ پر اللہ کی جانب سے محافظ مقرر ہوگا اور صبح ہونے تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا: ''تیرے قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے عرض کیا: اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات سکھلاتا ہے جن کے پڑھنے سے مجھے اللہ فائدہ عطا کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تجھے سچی بات بتائی ہے، اگرچہ وہ جھوٹا ہے، کیا تجھے معلوم ہے کہ تین راتوں سے تیرا کس کے ساتھ رابطہ رہا ہے۔'' میں نے نفی میں جواب دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔''

جنات کے شر سے بچنے کا علاج آیت الکرسی کی تلاوت ہے

③ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ سَهْوَةٌ فِيْهَا تَمْرٌ فَكَانَتْ تَجِيْءُ الْغُوْلُ فَتَأْخُذُ مِنْهُ قَالَ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:((**فَاذْهَبْ فَإِذَا رَأَيْتَهَا فَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**)) قَالَ: فَأَخَذَهَا فَحَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُوْدَ فَأَرْسَلَهَا فَجَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:((**مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ؟**)) قَالَ: حَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُوْدَ فَقَالَ:((**كَذَبَتْ وَهِيَ مُعَاوِدَةٌ لِلْكَذِبِ**)) قَالَ: فَأَخَذَهَا مَرَّةً أُخْرَى فَحَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُوْدَ فَأَرْسَلَهَا فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:((**مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ؟**)) قَالَ: حَلَفَتْ أَنْ لَاتَعُوْدَ فَقَالَ:((**كَذَبَتْ وَهِيَ مُعَاوِدَةٌ لِلْكَذِبِ**)) فَأَخَذَهَا فَقَالَ: مَا أَنَا بِتَارِكِكِ حَتَّى أَذْهَبَ بِكِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ ذَاكِرَةٌ لَكَ شَيْئًا آيَةَ الْكُرْسِيِّ اقْرَأْهَا فِيْ بَيْتِكَ فَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ وَلَا غَيْرُهُ قَالَ فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((**مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ؟**)) قَالَ: فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَتْ قَالَ: ((**صَدَقَتْ وَهِيَ كَذُوْبٌ**.)) [1]

---

[1] جامع الترمذی، فضائل القرآن: ۲۸۸۰، مسند أحمد ۵/ ۴۲۳ ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک الماری تھی۔ اس میں انہوں نے کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ مگر جن آتے اور انہیں لے جاتے تھے۔ انہوں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ''جب انہیں دیکھو تو کہو: بسم اللہ۔ آؤ اللہ تعالیٰ کے رسول کے پاس چلو۔'' چنانچہ جب جن آیا تو انہوں نے اسے یہی کہا۔ اور اسے پکڑ لیا۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ آئندہ نہیں آئے گا۔ تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر حضرت ابوایوب انصاری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: ''اپنے قیدی کے بارے میں سناؤ؟'' انہوں نے عرض کی میں نے اسے پکڑ لیا تھا لیکن اس نے مجھ سے جب یہ کہا کہ میں پھر نہیں آؤں گا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر بھی آئے گا۔'' حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے جب اسے دوبارہ پکڑ لیا تو وہ جن کہنے لگا: میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تیرے قیدی نے کیا کیا؟'' میں نے کہا: اس نے قسم اٹھائی ہے کہ آئندہ نہیں آئے گا، آپ نے فرمایا: ''اس نے جھوٹ کہا، وہ آیندہ بھی آئے گا۔'' بہر حال میں نے جب اسے تیسری بار پکڑا تو اسے کہا: آج میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا، آج ہر صورت تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں گا، تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہیں ایک ایسی چیز سکھاتا ہوں جسے اپنے گھر میں پڑھ لوگے تو کوئی تمہارے قریب نہ آئے گا۔ وہ آیۃ الکرسی ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''اس نے بات سچی کی ہے گو وہ خود جھوٹا ہے۔''

اس حدیث میں جن کے لیے جو لفظ ''غول'' استعمال ہوا ہے اس کے معنی لغت عرب میں اس جن کے ہیں جو رات کو نمودار ہو۔

آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے

④ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ اسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ فِيْ سُوَرٍ ثَلَاثٍ ۔الْبَقَرَةَ وَآلِ عِمْرَانَ وَ طٰهٰ۔[1]

قاسم بن عبدالرحمٰن دمشقی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ کا عظیم ترین نام (اسم اعظم) جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے، تین سورتوں میں ہے، سورۃ بقرۃ، سورہ آل عمران، اور سورۃ طٰہٰ۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا روایت اپنے استاذ عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی رحمہ اللہ سے ایک دوسری سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بھی اسی طرح بیان کی ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: اِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ فِيْ سُوَرٍ ثَلَاثٍ ۔الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ وَ طٰهٰ

”اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جس کے واسطے سے دعا کی جائے تو شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔تین سورتوں یعنی بقرہ، آل عمران اور طٰہٰ میں ہے۔“

⑤ حضرت ہشام یعنی ابن عمار خطیب دمشق فرماتے ہیں: ”سورۂ بقرہ کی آیت ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ (۲/البقرۃ: ۲۵۵) اور اٰلِ عمران کی آیت ﴿الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ (۳/ال عمران:۱۔۲) اور طٰہٰ کی آیت

---

[1] سنن ابن ماجه، ابواب الدعاء، باب اسم اللّٰه الاعظم: ٣٨٥٦ ، الطبراني في الكبير ٨/ ٢١٤، ح٧٧٥٨ وإسناده حسن ؛شرح مشكل الآثار:١٧٦،١٧٧۔

﴿ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ﴾ (۲۰/ طٰہٰ: ۱۱۱) کی طرف اشارہ ہے۔ [1]

سورۂ بقرہ کے فضائل اور آیت الکرسی کی فضیلت کے حوالے سے چند احادیث کا آپ نے مطالعہ کیا۔ اس سے ایک تو یہ سبق ملا کہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو بطور وظیفہ مکمل یا اس کا کچھ حصہ روزانہ لازماً پڑھا کرے۔ کم از کم روزانہ درج ذیل آیات شیطان مردود کو اپنی ذات، اہل وعیال سے دور رکھنے اور اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے رات کو پڑھنا نہایت مفید ہے کیونکہ اس کے پڑھنے سے شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ ﴾ [2]

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا

[1] سنن ابن ماجه، ابواب الدعاء: ٣٨٥٦ والمعجم الكبير للطبراني ٨/ ٢٣٧ ح ٧٩٢٥ و المستدرك للحاكم، الدعاء و التكبير: ١/ ٥٠٦ حديث نمبر ١٨٦٦؛ تحفة الاخيار: ٨/ ٤٧۔ مزید دیکھیے السلسلة الصحيحه: ٧٤٦۔

[2] البقرة ٢: ١ تا ٤۔

يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ❶

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾﴾ ❷

یہی آیات اگر دن کو پڑھی جائیں تو پڑھنے والا اور اس کے اہل خانہ دن بھر شیطان سے محفوظ رہیں گے اور اگر یہ مجنون پر پڑھی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو افاقہ عطا فرمائیں گے، صرف اتنا نہیں بلکہ رات کو سورۂ بقرہ تلاوت کرنے والے پر ملائکہ کا

❶ البقرۃ ۲: ۲۵۵ تا ۲۵۷ ❷ البقرۃ ۲: ۲۸۴ تا ۲۸۶

نزول ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس گھر پر برسانے کے لیے آتے ہیں۔ رحمت اترنے کے دو عملی نمونے آپ کے سامنے یں، ایک تو سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جو آپ نے پڑھا اور دوسرا سیدنا ابوہریرہ اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما کے واقعات ہیں۔ یہ اس کے دنیوی فوائد ہیں، جب کہ آخرت پر یقین رکھنے والے کے لیے بھی نہایت اہم خوشخبری ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھنے والوں کے لیے یہ قیامت کے دن شفاعت کرنے والی بن کر آئیں گی۔ آیت الکرسی میں اسم اعظم ہے، یاد رکھنا چاہیے! اسم اعظم کے ساتھ دعا کرنا قبولیت دعا کا ذریعہ ہے، نیز آیت الکرسی ایک عظیم آیت ہے جو اِن احادیث سے واضح ہے، مزید اس حدیث پر غور فرمائیے کہ آیت الکرسی کلید جنت ہے:

آیت الکرسی کلیدِ جنت

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوْتَ)) [1] ''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ہر (فرض) نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اسے جنت میں جانے کے لیے صرف موت نے روک رکھا ہے (یعنی وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوجائے گا)۔''

آیت الکرسی جنت کی کلید تو ہے لیکن جنت میں داخلے کے لیے پانچ فرض نمازیں

[1] طبراني كبير ١٣٤/٨، صحيح الجامع الصغير : ٦٤٦٦، والسلسلة الصحيحة: ٩٧٢ و أبو نعيم في الحلية ٤٢١/٣۔

پڑھنا شرط ہیں اور ہر نماز کے بعد احادیث میں مذکور اذکار کے ساتھ آیت الکرسی پڑھنے کی ترغیب ہے۔ نماز کے بعد کی ادعیہ ماثورہ تو احادیث کی کتاب الدعوات میں دیکھی جائیں یا مسنون دعاؤں کے کتابچوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ ایک حدیث کا مزید مطالعہ کیجیے: ''جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اس کے لیے جنت میں جانے سے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنے گی سوائے موت کے۔ [1]

''جو شخص صبح کے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے وہ شام تک جنات کے شر سے محفوظ رہے گا اور جو شخص شام کے وقت آیۃ الکرسی پڑھتا ہے وہ صبح تک جنات کے شر سے محفوظ رہے گا۔'' [2]

ایک حدیث میں ہے: ''جو شخص سونے کے لیے بستر پر آتے وقت آیت الکرسی پڑھے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ رات بھر مقرر رہتا ہے اور شیطان اس کے قریب صبح تک نہیں جاسکتا۔'' [3]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیۃ الکرسی کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں آیت الکرسی سے بڑی کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا کہ آیت الکرسی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے پیدا کیے ہوئے زمین و آسمان سے بڑا ہے۔'' [4]

---

[1] السنن الکبریٰ للنسائي فی عمل الیوم واللیة حدیث : ۱۰۰ ، و ابن السني حدیث: ۱۲۱ و صححه الباني في صحیح الجامع ٥/ ۳۳۹ والسلسلة الأحادیث الصحیحة ۲/ ٦۹۷ حدیث ۹۷۲

[2] جامع الترمذي : ۲۸۷۹ وصححه الألباني فی صحیح الترغیب : ۱/ ۲۷۳۔

[3] فتح الباري شرح صحیح البخاري ٤/ ٤۸۷۔

[4] جامع الترمذي حدیث: ۲۸۸٤۔

ان احادیث سے سورۂ بقرہ اور اس کی آیت آیت الکرسی کی عظمت ورفعت واضح ہوگئی۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کے مقام ومرتبہ کو سمجھنے کے بعد کتنے لوگ ہیں جنھوں نے اس کو معمول بنا رکھا ہو؟ یا کتنے لوگ ہیں کہ اس کو اپنے معمولات کا حصہ بنانے کے لیے تیار ہوں؟ میں جب اس سوال پر غور کرتا ہوں کہ کوئی شخص بیمار ہو، ڈاکٹر نے اس کی صحت کے لیے ایک نسخہ تجویز کیا ہو تو آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کتنے اہتمام سے وقت کی پابندی کے ساتھ وہ دوائی استعمال کرتا ہے! فرض کیجیے کہ اگر کوئی دوائی استعمال نہ کرے تو ہر شخص اسے ملامت کرے گا اور اس کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرے گا، حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ شفا نہ ڈاکٹر کے ہاتھ میں ہے اور نہ اس نسخے میں، جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا ہے پھر کیا وجہ ہے ہم اذکار مسنونہ کو روبہ عمل نہیں لاتے؟

ایک اور زاویۂ نگاہ سے اس بات پر غور کریں کہ کسی کو مکان، کوٹھی، کار، آفس، یا کاشت کے لیے زمین کی ضرورت ہو اور اس کو قیمتی قطعہ زمین کوڑیوں کے بھاؤ مل رہا ہو اور وہ لاپروائی سے کام لے تو آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ نادان، بے وقوف، نالائق وغیرہ وغیرہ کیونکہ زر بھی ہے زمین بھی ہے ضرورت بھی ہے لیکن عقل نہیں کہ وہ اپنی ضرورت کی چیز خرید کر پرآسائش زندگی گزارے۔

کبھی آپ کو زمین خریدنے، مکان خریدنے یا بنانے، آفس وغیرہ خریدنے کا تجربہ ہوا ہے بالخصوص شہری زندگی میں، کیا آپ تصور کرسکتے ہیں کہ ایک مرلہ زمین کروڑوں میں بھی ہوسکتی ہے؟ جی ہاں! ہے اور لوگ خرید رہے ہیں اور بنا رہے ہیں، اس یقین کے باوجود کہ معلوم نہیں کب سانس نکل جائے۔ یہ اور اس جیسے سوالات پر جب میں غور کرتا ہوں اور آپ کو بھی غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ جنت

کی زمین و باغات، محلات اور دیگر آسائشیں کتنی مہنگی ہونی چاہئیں، مثلاً: ہم پڑھتے ہیں کہ وہاں کی حیات جاوداں ہے، وہاں بول و براز کا نام و نشان نہیں ہوگا، کس شان سے وہ جنت میں ہوں گے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَسْقَمُوْنَ ، وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَ لَا يَتْفُلُوْنَ وَ لَا يَمْتَخِطُوْنَ)) [1]

"وہ بیمار ہوں گے نہ پیشاب کریں گے، انہیں پاخانے کی حاجت ہوگی نہ انہیں تھوک آئے گی، اور نہ ہی ناک سے آلائش نکلے گی۔"

دوسری حدیث میں ہے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُوْنَ فِيْهَا وَ يَشْرَبُوْنَ، وَلَا يَتْفِلُوْنَ وَ لَا يَبُوْلُوْنَ، وَ لَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَ لَا يَمْتَخِطُوْنَ)) قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ: ((جُشَاءٌ وَ رَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَ التَّحْمِيْدَ، كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ)) [2]

"جنتی جنت میں کھائیں گے، پئیں گے لیکن وہ تھوکیں گے نہیں نہ انہیں بول و براز کی حاجت ہوگی اور نہ ہی ان کی ناک سے آلائش نکلے گی۔"

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: تو پھر کھانا کدھر جائے گا؟ فرمایا: "ڈکار اور پسینہ ہوگا، جب کہ پسینہ کستوری کی طرح ہوگا، وہ اس طرح (آسانی اور تسلسل کے ساتھ) تسبیح و تحمید کریں گے جس طرح تم سانس لیتے ہو۔"

---

[1] صحيح بخاري كتاب بدء الخلق حديث: ٣٢٤٦ وصحيح مسلم: ٧١٤٩ و سنن ابن ماجه : ٤٣٣٣

[2] صحيح مسلم : ٧١٥٢ وسنن ابو داود : ٤٧٤١

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ لَا تَبْلَى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُ.)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ خوش حال رہے گا، بدحال نہیں ہوگا، نہ تو اس کا لباس پرانا ہوگا اور نہ اس کی جوانی ختم ہوگی۔''

عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم:

((يُنَادِيْ مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا أَبَدًا.)) فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ:

﴿وَنُوْدُوْا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [2]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ (اے جنت والو!) تمہارے لیے (یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ) تم صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے، تم زندہ رہو گے تمہیں کبھی موت نہ آئے گی، تم جوان رہو گے تم کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور تم آرام میں رہو گے تمہیں کبھی تکلیف نہیں آئے گی۔'' اللہ عزوجل کا یہی فرمان ہے: ﴿ وَنُوْدُوْا أَنْ تِلْكُمُ

[1] صحیح مسلم: ۷۱۵٦۔ [2] صحیح مسلم: ۷۱۵۷۔

الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ ''اور انہیں (اہل جنت کو) آواز دی جائے گی کہ یہ ہے وہ جنت، جس کے تم ان اعمال کے بدلے وارث بنائے گئے ہو جو تم کرتے تھے۔''

نبی کریم ﷺ پر ایمان کیا ہے کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ حرف بہ حرف صحیح ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں، اگر یقین ہے اور مجھے پختہ یقین ہے کہ قبر وحشر، میزان وحساب کے بعد اہل ایمان نے جنت میں جانا ہے اور جنت میں ہمیشہ ہمیش کی زندگی ہے، جہاں موت کو ذبح کر ڈالا جائے گا، جوانی ہے بڑھاپا نہیں، صحت ہے، کوئی چھوٹی بڑی بیماری نہیں ہے، کھانا پینا ہے مگر بول و براز نہیں، بلغم اور تھوک نہیں، فراخی ہے تنگ دستی نہیں، یہ سب کچھ ہے بلا معاوضہ مگر ایمان شرط اول ہے شرط ثانی نہیں!!

جنت، قرآن کی روشنی میں

آیت الکرسی کلیدِ جنت ہے، کیوں؟ اس سوال پر بھی ہم غور کریں گے۔ اے قاریِ کتاب! تو مرد ہے یا عورت، جوان ہے یا بوڑھا، ہم تجھے ایک آیت کی تفسیر پڑھا کر بڑے وسیع مقاصد اپنے ذہن میں رکھتے ہیں اصل میں اس آیت کو ذریعہ بنا کر ہم تجھے قرآن کی روح کو سمجھنے کی دعوت دیتے ہیں، لیکن ہم اپنے دائرے سے باہر نکلنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اس لیے ہم نے عنوان قائم کیا ہے جنت قرآن کی روشنی میں، ظاہر ہے یہ مبسوط کتاب کا موضوع ہے ہم تو آپ کو قرآن سے جنت کی چند جھلکیاں دکھائیں گے اور وہ بھی ان آیات کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھ کر، کیونکہ میں بھی آپ کی طرح جنت کا طالب ہوں، قرآن پکار پکار کر کہتا ہے:

۱: ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ ''پھر کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کون کون سی چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی اس کی تفسیر یوں کرائی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ)) ''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی) نعمتیں تیار کی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں اس کا تصور تک نہیں آیا۔'' یہ حدیث بیان کرنے کے بعد سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾ ''پس کوئی متنفس اسے نہیں جانتا جو ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔'' [1]

ایک روایت میں ہے:

((وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ)) [2]
''جو تمہیں بتایا گیا ہے اس کے علاوہ ذخیرہ (نعمت) کے متعلق کسی دل میں تصور تک نہیں آیا۔''

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ ناز و نعم میں ہوگا اور کبھی بدحال نہ ہوگا، اس کے کپڑے کبھی بوسیدہ نہ ہوں گے، اس کا

---

[1] صحيح بخاري : ٤٧٧٩ و صحيح مسلم : ٧١٣٢۔

[2] صحيح بخاري : ٤٧٨٠ و صحيح مسلم : ٧١٣٣۔

شباب کبھی ختم نہ ہوگا، جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا ہوگا۔'' ✪

۲: ﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (ال عمران ۳/ ۱۳۳)

''اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

۳: ﴿سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ (الحدید ۵۷/ ۲۱)

''تم اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور زمین کی طرح ہے، وہ ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہے دیتا ہے، اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔''

جنت کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جنت کا عرض بھی اس کے طول ہی کی طرح ہے کیونکہ یہ عرش الٰہی کے تلے ایک قبے کی صورت میں ہے اور گول چیز کا عرض، طول ہی کی طرح ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ ، فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ ، وَ

✪ صحیح مسلم : ۷۱۳۵ ومسند أحمد ۲/ ۳۷۰۔

اَعْلَى الْجَنَّةِ، وَ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَ مِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ)) ❶

''جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو، یہ سب سے اعلیٰ اور افضل جنت ہے، اس سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ﴾

''جنت کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔''

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر جہنم کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب رات آتی ہے تو ہر چیز پر چھا جاتی ہے تو اس وقت دن کہاں ہوتا ہے؟'' اس نے جواب دیا: جہاں اللہ چاہے، آپ نے فرمایا: ''اسی طرح جہنم کو بھی اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے رکھتا ہے۔'' ❷

جنت کتنی وسیع ہوگی اس کا تصور ممکن نہیں۔ بطور مثال صرف دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''... ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کی چوکھٹ کا درمیانی فاصلہ چالیس سال کا ہے۔ اور اس پر ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ وہ ازدحام کی وجہ سے بھری ہوگی۔'' ❸

---

❶ صحيح بخاري : ٧٤٢٣۔

❷ كشف الأستار ٤٣/٣ ح ٢١٩٦ ، المستدرك الحاكم ٣٦/١ ح ١٠٣ ، وصحيح ابن حبان ٣٠٦/١ ح ١٠٣۔ ❸ صحيح مسلم : ٧٤٣٥۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جنت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے اچھے تربیت یافتہ تیز گھوڑے کا سوار سو برس تک چلے تو اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔" [1]

۴: ﴿وَ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ﴿۲۷﴾ فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ ﴿۲۸﴾ۙ وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ﴿۲۹﴾ۙ وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ﴿۳۰﴾ۙ وَّ مَآءٍ مَّسۡکُوۡبٍ ﴿۳۱﴾ۙ وَّ فَاکِہَۃٍ کَثِیۡرَۃٍ ﴿۳۲﴾ۙ لَّا مَقۡطُوۡعَۃٍ وَّ لَا مَمۡنُوۡعَۃٍ ﴿۳۳﴾ۙ وَّ فُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَۃٍ﴾ [2]

"دائیں ہاتھ والے، کیا (خوب) ہیں دائیں ہاتھ والے۔ وہ بے خار بیریوں میں ہوں گے۔ اور تہ بہ تہ کیلوں میں۔ اور لمبے سایوں میں۔ اور (ہردم) بہتے پانی کی آبشاروں میں۔ اور وافر پھلوں میں۔ جو نہ تو کبھی ختم ہوں گے اور نہ ممنوع اور اونچی اونچی نشت گاہوں میں۔"

عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، ایک اعرابی نے آپ کے پاس آ کر عرض کی:

اے اللہ کے رسول! میں نے سنا ہے کہ آپ جنت میں ایک ایسے درخت کا ذکر فرماتے ہیں کہ جس سے زیادہ کانٹے اور کسی درخت کے نہیں ہوتے، یعنی طلح، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں اس کے ہر کانٹے کی جگہ پھل لگا دیئے جائیں گے مضبوط جسم والے بکرے کے خصیے کی طرح ہوں گے، اس میں ستر قسم کے کھانے ہوں گے اور ہر قسم دوسرے سے مختلف ہوگی۔" [3]

---

[1] صحيح بخاري: ٦٥٥٢۔ ٦٥٥٣ و صحيح مسلم: ٧١٣٩۔

[2] الواقعة٥٦: ٢٧ تا ٣٤۔

[3] المعجم الكبير للطبراني: ١٧/ ١٣٠۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں شہسوار سو سال تک چلتا رہے گا۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

﴿وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾ اور لمبے سایوں میں۔'' [1]

اہل جنت کے پاس بہت سی انواع واقسام اور مختلف رنگوں کے ایسے ایسے پھل ہوں گے جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں ہوگا، کسی کان نے سنا نہ ہوگا اور کسی دل میں ان کا تصور تک نہیں ہوگا، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ○ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ﴾

''بہت زیادہ پھلوں کے باغوں میں جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان سے کوئی روکے گا۔''

ارشاد فرمایا:

﴿كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ﴾

جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا پھل کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا، دراصل ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل پھل دیئے جائیں گے''، یعنی شکلیں تو ایک دوسرے کے ساتھ ملتی جلتی ہوں گی مگر ذائقے مختلف ہوں گے۔ [2]

---

[1] مسند أحمد ٤/ ٤٨٢ وصحيح بخاري : ٣٢٥٢۔

[2] ٢/ البقرة: ٢٥۔

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حوض کے بارے میں پوچھنے لگا اور اس نے جنت کا پوچھا، پھر اعرابی نے عرض کی: اس میں پھل ہوں گے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَعَمْ وَ فِيهَا شَجَرَةٌ تُدْعٰى طُوْبٰى))

''ہاں، اور اس میں ایک درخت ہو گا جسے طوبیٰ کہا جائے گا۔''

پھر کچھ اور چیزوں کا بھی ذکر کیا جس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں، بہر حال اس دوران اعرابی نے یہ بھی پوچھا کہ ہماری زمین کا کون سا درخت اس کے مشابہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَتْ تُشْبِهُ شَيْئًا مِّنْ شَجَرِ اَرْضِكَ))

''تمہاری زمین کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کبھی شام آئے گئے ہو؟'' اس نے عرض کی: جی نہیں، آپ نے فرمایا: ''شام کا ایک درخت ہے جسے جوزہ کہا جاتا ہے، وہ اس کے مشابہ ہے، جو ایک تنے پر اگتا ہے اور اوپر سے پھیل جاتا ہے۔'' اس نے عرض کی: اس کا تنا کتنا بڑا ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہارے گھر کے اونٹوں میں ایک اونٹنی چلنا شروع کر دے تو وہ اس کے تنے کا احاطہ نہ کر سکے حتیٰ کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی گردن ٹوٹ جائے۔'' اس نے عرض کی: جنت میں انگور بھی ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' اس نے عرض کیا: انگور کے گچھے کتنے بڑے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر چتکبرا کوا ایک مہینے تک اڑتا رہے جو نہ تھکے (تو وہ اس کا احاطہ نہ کر سکے)۔'' اس نے عرض کیا: دانے کتنے بڑے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''تمہارے

باپ نے اپنی بکریوں میں سے کبھی کسی بہت بڑے بکرے کو ذبح کیا ہے؟'' اس نے عرض کی: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''پھر اس نے اس کی کھال اتار کر تمہاری ماں کو دے دی تو کہا ہو کہ اس کا ہمارے لیے ڈول بنا دو۔'' اس نے کہا: جی ہاں، (یعنی اتنا بڑا دانا ہوگا) پھر اعرابی نے کہا کہ یہ ایک دانہ تو مجھے اور میرے گھر والوں کو سیر کر دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلکہ تمھارے سارے خاندان کو۔'' [1]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ﴾

''جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان سے کوئی روکے۔''

یعنی ان کے پھل موسم سرما و گرما میں کبھی ختم نہ ہوں گے بلکہ وہ ہمیشہ کے لیے سدا بہار ہوں گے، جب بھی طلب کریں گے اپنے سامنے موجود پائیں گے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ کسی چیز کا ملنا بھی ان کے لیے محال نہ ہوگا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ان کے کھانے میں ٹہنی، کانٹا یا دوری حائل نہ ہوگی۔ [2]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَّفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ﴾

''اونچی اونچی نشت گاہوں میں۔''

یعنی بلند و بالا ہموار اور نرم و ملائم نشت گاہوں میں ہوں گے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان: ﴿وَّفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ﴾ ''اور بلند بستر ہے۔'' کے بارے میں روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان (بچھونوں) کی بلندی اس طرح ہوگی جس طرح زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے اور وہ فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔'' [1]

یہ حدیث بھی آپ پڑھ لیں تا کہ پھر جنت کے ہم کسی اور گوشے کی سیر کرنے

---

[1] مسند أحمد ٤/ ١٨٣-١٨٤۔ [2] تفسير الطبري ٢٤٠/٧٢۔

چلیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایسا درخت ہے جس کے سائے میں گھڑ سوار سو سال تک چلتا رہے تو وہ اسے طے نہیں کر سکے گا، اور جنت میں کمان کے برابر جگہ اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے۔'' ❷

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے، سب سے بہتر ہے۔'' ❸

۵: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ ... فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۝﴾ ❹

''بلاشبہ جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اترتے ہیں: نہ تم ڈرو اور نہ غم کھاؤ، اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیاوی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (رفیق ہیں) اور اس میں تمہارے لیے وہ (سب کچھ) ہے، جو تمہارے جی چاہیں گے، اور اس میں تمہارے لیے وہ (سب کچھ) ہے جو تم مانگو گے۔ (یہ) بڑے بخشنہار،

---

❶ جامع الترمذي : ٢٥٤٠ و ابن حبان ، الاحسان : ٧٣٦٢/ ١١٠٥ بسند حسن۔

❷ صحيح بخاري : ٣٢٥٢۔ ٣٢٥٣ و صحيح مسلم : ٧١٣٨۔

❸ صحيح بخاري : ٣٢٥١۔ ❹ ٤١/ حٰم السجدة : ٣٠تا ٣٢۔

نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے مہمان نوازی ہوگی۔“

٦: ﴿ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ [1]

”تم جنت میں داخل ہو جاؤ، تم اور تمہاری بیویاں خوش حال ہو گے۔ ان پر سونے کی رکابیوں اور ساغروں کے دور چل رہے ہوں گے، اور اس (جنت) میں جس شے کو ان کے دل چاہیں گے اور (ان کی) آنکھیں متلذ ذ ہوں گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے رہے۔ اس میں تمہارے لیے بہت سے پھل ہوں گے جن میں سے تم کھاؤ گے۔“

٧: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ [2]

”بلاشبہ متقین باغات اور نہروں میں ہوں گے۔ حقیقی عزت کی جگہ ہر طرح کی قدرت والے بادشاہ کے نزدیک۔“

---

[2] ٤٣/الزخرف: ٧٠ تا ٧٣۔

[3] ٥٤/القمر: ٥٤۔٥٥۔

جنت کے اندرونی مناظر کا تصوراتی مشاہدہ

جنت، جسے آنحضرت ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے چند مناظر جو آپ نے بیان فرمائے ہیں، ہم بھی انہیں چشم تصور میں لا کر دیکھیں کہ ہمارے لیے کیا پیغام ہے ان مناظر میں، یہ جنت کا ایک خیمہ ہے جو ایک صاحب ایمان کے لیے بنایا گیا ہے آیئے اسے بغور دیکھیں کہ شاید یہ ہمارا خیمہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُولُهَا سِتُّونَ مِيلًا لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا)) [1]

سیدنا عبد اللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مومن کے لیے جنت میں ایک خول دار موتی کا خیمہ ہوگا، اس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی، اس کے ہر کونے میں اس کی بیویاں ہوں گی اور وہ ان میں گھومے پھرے گا۔ پھر وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک خول دار موتی کا خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل کی ہوگی اور اس کے ہر کونے میں اس کے اہل خانہ ہوں گے جو دوسرے کونے والوں کو نہ دیکھتے ہوں گے اور مومن

---

[1] صحیح مسلم: ۷۱۵۸۔

ان پر دورہ کرے گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیمہ ایک موتی ہوگا، جس کی لمبائی اور اونچائی بھی ساٹھ میل کی ہوگی۔ اس کے ہر کونے میں مسلمان کے اہل خانہ ہوں گے وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔'' [1]

غرفاتِ جنت ایک نظر میں

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنتی لوگ اپنے سے بلند غرفات والوں کو اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو، آسمان کے کنارے مشرق یا مغرب میں دیکھتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے افضل ہوگا۔'' لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو انبیا علیہم السلام کے محل ہوں گے جنہیں ان کے علاوہ اور کوئی نہ پا سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔'' [2]

انسان کی تمنا سے بھی زیادہ جنت ملے گی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں تم میں سے سب سے کم ملکیت والا وہ شخص ہوگا جسے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمنا کر! وہ تمنا کرے گا، اور تمنا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: کیا تو نے تمنا کر لی؟ وہ

---

[1] صحیح مسلم: ۷۱۵۹۔ ۷۱۶۰۔

[2] صحيح بخاري: ۳۲۵۶، ۶۵۵۶ وصحيح مسلم: ۷۱٤٤۔

کہے گا: جی ہاں، تو اسے کہا جائے گا: تمہارے لیے وہ ہے جو تو نے تمنا کی اور جو تو نے تمنا کی اتنا اس کے ساتھ اور بھی۔'' [1]

جنت کے دریا اور اس کی نہریں

سیدنا حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں پانی کا دریا ہے، شہد کا دریا ہے، دودھ کا دریا ہے، اور شراب کا دریا ہے، پھر (جنت والوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد) نہریں نکلیں گی۔'' [2]

جنت کے ۱۰۰ درجات

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ فرما رہے تھے:

''جنت کے سو درجے ہیں، ہر درجہ اتنا بلند و بالا ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ سب سے بلند جنت الفردوس ہے۔ جنت کا درمیانی (یا اعلیٰ ترین) مقام فردوس ہے۔ عرش الٰہی فردوس پر ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں، اس لیے تم جب اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔'' [3]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان : ٤٥٣۔ [2] جامع الترمذي : ٢٥٧١ و قال حسن صحیح ،و سنن دارمي ٢/٣٣٧ ح ٩٣٨٢۔

[3] سنن ابن ماجه ، أبواب الزهد : ٤٣٣١ و جامع الترمذي : ٢٥٣٠ ، ٢٥٣١ و مسند أحمد : ٢/ ٣٣٥، ٣٣٩۔

حوض کوثر کی ایک جھلک

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں۔'' وہ یاقوت اور موتیوں پر بہتی ہے۔ اس کی مٹی کستوری سے زیادہ عمدہ اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔'' [1]

ہم نے جنت اور اس کی نعمتوں کا احاطہ کرنے کے لیے یہ موضوع منتخب نہیں کیا، بلکہ صرف وہ جھلک دکھانے کا فریضہ ادا کیا ہے جو قرآن کی سینکڑوں آیات میں سے چند آپ نے پڑھی ہیں، یا سینکڑوں میں سے چند احادیث کا آپ نے مطالعہ کیا ہے۔ اگر کوئی شخص صرف جنت کو بیان کرنے کا عزم کر لے تو یہ ممکن نہیں کہ اس کا حق ادا کر سکے، حق ادا کرنا تو دور کی بات ہے، اس کا احاطہ بھی ممکن نہیں۔ ذرا غور فرمائیے ان آیات پر کہ انسان کی نیکیوں کی جزا کے بارے میں کیا کہا گیا ہے کہ کیا کرو؟

۸: ﴿ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى الْاَرَآىِٕكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴾

''ہرگز نہیں! بے شک نیک لوگوں کا اعمال نامہ یقیناً علیین میں ہے۔ اور

---

[1] سنن ابن ماجه : ٤٣٣٤ و جامع الترمذی ابواب التفسیر : ٣٣٦١۔

آپ کو کیا معلوم کہ وہ علیین کیا ہے؟ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔ اس کے پاس مقرب فرشتے حاضر رہتے ہیں۔ بے شک نیک لوگ ضرور نعمتوں میں ہوں گے۔ مسہریوں پر (بیٹھے) دیکھ رہے ہوں گے۔ ان کے چہروں پر آپ نعمتوں کی تازگی محسوس کریں گے۔ انہیں مہر لگی خالص شراب پلائی جائے گی، اس پر کستوری کی مہر لگی ہوگی، لہٰذا شائقین کو اسی کا شوق کرنا چاہیے۔ اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ ایک چشمہ ہے جس سے (اللہ کے) مقرب بندے پئیں گے۔" [1]

﴿ وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴾

"لہٰذا شائقین کو اسی کا شوق کرنا چاہیے" [2]

یعنی ان نعمتوں پر فخر کرنے والوں کو فخر کرنا چاہیے، انہیں زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا چاہیے اور سبقت کرنے والوں کو اس قسم کی لازوال نعمتوں کے حصول کے لیے سبقت کرنی چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

9: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ ۝ وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ۝ وَ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِیْنَ ۝ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ ۝ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ ۝ عَلَى الْاَرَآىِٕكِ یَنْظُرُوْنَ ۝ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴾

"بلا شبہ مجرم لوگ (دنیا میں) مومنوں پر ہنستے تھے۔ اور جب وہ ان

---

[1] ۸۳/ الطففین ۸۳: ۱۸ تا ۲۸۔ [2] ۸۳/ الطففین: ۱۸ تا ۲۸۔

(مسلمانوں) کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔ اور جب وہ اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹتے تو دل لگی کرتے لوٹتے۔ اور جب وہ (کافر) ان (مسلمانوں) کو دیکھتے تو کہتے تھے: یقیناً یہ گمراہ لوگ ہیں۔ حالانکہ وہ (کافر) ان پر نگران نہیں بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ آج مومن لوگ کافروں پر ہنس رہے ہوں گے۔ مسہریوں پر (بیٹھے انہیں) دیکھ رہے ہوں گے۔ (اور کہیں گے:) کیا کافروں کو ان حرکتوں کا بدلہ دیا گیا جو وہ کرتے تھے؟'' [1]

۱۰: ﴿فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ۝ یَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۝ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ۝ وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ۝ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ۝ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ﴾ [2]

''وہ (جنتی) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہم پوچھیں گے۔ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا: بے شک میں (اور دنیا میں) میرا ایک ہم نشین تھا۔ جو کہتا تھا: کیا بھلا تو بھی (قیامت کی) تصدیق کرنے والوں میں سے ہے؟ کیا جب ہم مر جائیں گے، مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے؟ پھر واقعی ہم

[1] ۸۳/ الطففین ۸۳: ۲۹ تا ۳۶۔ [2] ۳۷/ الصّٰفّٰت ۳۷: ۵۰ تا ۶۱۔

(دوبارہ اٹھا کر) بدلہ دیے جائیں گے؟ وہ (جنتی ساتھیوں سے) کہے گا: کیا تم (جہنم میں) جھانک کر دیکھو گے؟ پھر وہ جھانکے گا تو اسے جہنم کے درمیان میں دیکھے گا۔ وہ (اس سے) کہے گا: اللہ کی قسم! یقیناً قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر ڈالتا۔ اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں ضرور حاضر کیے ہوئے (مجرموں) میں سے ہوتا۔ (جنتی ساتھیوں سے کہے گا:) تو کیا اب ہم مرنے والے نہیں۔ اپنے پہلے بار مرنے کے سوا اور نہ ہمیں عذاب ہی ہوگا۔ بلاشبہ یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے۔ عمل کرنے والوں کو تو ایسی ہی (کامیابی) کے لیے عمل کرنے چاہئیں۔“

آیت الکرسی کا یہ مقام کیوں؟

جنت کا مختصر تعارف آپ نے پڑھا، سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس کو یہ شرف کس لیے ملا کہ جو شخص نمازوں کے بعد پڑھے گا تو مرتے ہی سیدھا جنت میں جائے گا اور رات کو پڑھے تو صبح تک اور جو صبح کو پڑھے گا اس کی شام تک حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ یہ مقام اس کو اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی وجہ سے حاصل ہے اور صرف ایک آیت میں دس موضوعات کو سمو کر توحید باری تعالیٰ کا جامع تصور انسان کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس آیت کریمہ کے مضامین کو سمجھنے کے لیے، اخلاص کے ساتھ اور پوری توجہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ اگر سرسری انداز میں نہیں بلکہ اسے دل کی گہرائیوں سے پڑھا گیا تو یقیناً یہ آیت الکرسی کلید جنت ہے، جسے حرز جان بنا لینا میری اور آپ کی ضرورت ہے۔ آیئے ہم حضور قلب سے اس کا مطالعہ کریں۔

آیۃ الکرسی کے دس موضوعات

① ''اللہ'' ذاتِ وحدہٗ لاشریک کا ذاتی نام ہے۔
② ''اللہ'' اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔
③ ''اللہ'' جس کو نیند آتی ہے اور نہ اُونگھ۔
④ ''اللہ'' کا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔
⑤ ''اللہ'' کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکے گا۔
⑥ ''اللہ'' باخبر ہے ہر اس کام سے جو انسانوں کے سامنے ہوا ہے اور جو ان کے بعد ہوا ہے۔
⑦ ''اللہ'' کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر اللہ جو چاہے۔
⑧ ''اللہ'' کا اقتدار زمین و آسمان کی ہر چیز پر حاوی ہے۔
⑨ ''اللہ'' پر زمین و آسمان کی حفاظت کوئی دشوار نہیں۔
⑩ ''اللہ'' اَلْعَلِیُّ اور اَلْعَظِیْمُ ہے۔

ا۔ ''اللّٰہ'' ذاتِ وحدہٗ لاشریک کا ذاتی نام ہے

''آیۃ الکرسیؔ'' کے فضائل کے حوالے سے آپ نے پانچ احادیث کا مطالعہ کیا جس سے یہ بات واضح ہے کہ یہ قرآن مجید کی افضل ترین آیت ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی ایسی مکمل معرفت بیان ہوئی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ''﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔''
یہ پہلی بات ہے جو اس آیت میں ارشاد فرمائی گئی لفظ ''اللہ'' کے بارے میں

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ''اللّٰہ'' ذاتِ وحدہٗ لاشریک کا ذاتی نام ہے، ''اللّٰہ'' اصل میں اِلٰہَ تھا۔ ہمزہ کو حذف کر کے الف لام تعریف کا بطورِ عوض شروع میں لگایا اور ادغام سے ''اللّٰہ'' پڑھا۔ ''اِلٰہٌ'' ہر معبود پر بولا جاتا ہے، مگر الف، لام تعریف سے یہ لفظ معبود برحق کے لیے خاص ہو گیا ہے۔

یہ لفظ ''اَلِہَ یَاْلَہُ (بروزن عَلِمَ یَعْلَمُ) سے بنا ہے۔ بمعنی حیران ہوا، وہ حیران ہوتا ہے۔ اللہ کی ذات میں جتنا غور کیا جائے تو اس کی معرفت میں عقلیں حیران ہو جاتی ہیں۔ قرآن مجید میں لفظ ''اللّٰہ'' دو ہزار چھ سو ستانوے مقامات پر آیا ہے۔

ان مقامات کا مطالعہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے اقتدارِ اعلیٰ کی وسعت، اس کی رحمت و شفقت اور عفو و کرم وغیرہ کا حقیقی علم اور معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے، یہاں صرف ایک جملے میں ''اللّٰہ'' کی الوہیت کو بیان کر دیا گیا ہے ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں، اسی لیے اللّٰہ جَلَّ جلالہٗ نے فرمایا:

اللہ واحد معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ ﴾ (۳/آل عمران: ۱۸)

اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں، (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے۔ وہ انصاف پر قائم ہے۔ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی خدا نہیں۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ وَ كَلِمَتُهُ ۚ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَ رُوحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوا بِاللهِ وَ رُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَ كَفَىٰ بِاللهِ وَكِيلًا ﴿١٧١﴾ ❶

"اے اہل کتاب، اپنے دین میں غلو نہ کرو اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اللہ کا ایک رسول تھا اور ایک کلمہ تھا جو اللہ نے مریم (علیہا السلام) کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے جس نے مریم (علیہا السلام) کے رحم میں بچہ کی شکل اختیار کی پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو کہ "تین" ہیں۔ باز آجاؤ۔ یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے۔ اللہ تو بس ایک ہی خدا ہے، وہ پاک ہے اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو۔ زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں اس کی ملک ہیں اور ان کی کفالت وخبر گیری کے لیے بس وہی کافی ہے۔"

پھر ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ اللهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿٤﴾﴾ ❷

"کہو، وہ اللہ ہے، یکتا۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔"

---

❶ ٤/النساء: ١٧١۔ ❷ ١١٢/الاخلاص: ١۔٤۔

وہ "اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" ہے

"آیۃ الکرسی" میں دوسری جو بات ارشاد فرمائی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ (اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) ہے یعنی "وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور کائنات کی ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے۔" اس آیت کا آغاز ﴿اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ﴾ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں" سے کیا گیا ہے، اب بطور دلیل دو باتیں یا دو صفاتی ناموں سے اس کی تشریح بیان کی جا رہی ہے یعنی (اَللّٰہُ) وہ ہے جس کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ (اَلْحَیُّ) ازل سے زندہ ہے اور ابد تک رہے گا۔

دوسرے الفاظ میں جو ہستی زندۂ جاوید نہیں وہ اِلٰہ نہیں ہوسکتی، اس معیار پر پرکھنے سے تمام اِلٰہ جو بناوٹی ہیں باطل قرار پاتے ہیں اس لیے کہ وہ حادث ہیں اور جو چیز حادث ہے اسے فنا ہونا ہے اور اسے لازماً موت کا مزہ چکھنا ہے۔ خواہ یہ بناوٹی معبود جمادات سے تعلق رکھتے ہوں یا نباتات سے یا حیوانات سے، انسانوں یا فرشتوں اور جنوں سے یا اجرام سماوی سے، یہ سب چیزیں حادث ہیں اور کوئی چیز بھی حیّ ہونے کی صفت پر پوری نہیں اترتی۔ دوسری صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ صرف اَلْحَیُّ ہی نہیں اَلْقَیُّوْمُ بھی ہے کہ وہ قائم بالذات ہے اور دوسری تمام اشیاء کو قائم رکھنے والی ذات ہے۔ یہ صفت بھی اللہ کے سوا دوسرے کسی معبود میں نہیں پائی جاتی۔

اجرام فلکی خود جکڑے بندھے قانون کے تحت گردش کرنے والے ہیں۔ پتھروں کے معبود اپنے پجاریوں کے محتاج ہیں کہ وہ انہیں دھو دھا کر صاف کرتے ہیں۔ اور پھر جب چاہیں ان میں ادل بدل بھی کر لیتے ہیں اور ان کی الوہیت ان مجاوروں اور مریدوں کے سہارے قائم ہے، جو لوگوں سے نذرانے وصول کرتے ہیں

اوران اولیاء اللہ کے متعلق جھوٹے افسانے اور قصے کہانیاں ان کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو ڈارتے دھمکاتے اور لوگوں کو نذرانے پیش کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ اگر اپنی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لیں تو ان کی خدائی ایک دن بھی نہیں چل سکتی۔ پس ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں (کیونکہ) وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور کائنات کی ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے۔

وہ نہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ آتی ہے

تیسری بات یہ ارشاد فرمائی، اللہ جس کے سوا کوئی (اِلٰہ) معبود نہیں۔ اور جو حَیٌّ وقَیُّوم ہے وہ ایسا اِلٰہ ہے ﴿ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ ﴾ نہ اس پر اونگھ غالب آتی ہے نہ نیند۔'' یعنی وہ ہر قسم کے نقص اور غفلت سے پاک ہے اور اسے اپنی مخلوق کے بارے میں ذرہ برابر بھی ذہول نہیں ہوسکتا بلکہ وہ ہر کسی کے کام کی نگرانی کر رہا ہے، ہر چیز سے آگاہ اور باخبر ہے۔ اس سے کوئی چیز غائب نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی چیز اس سے مخفی رہ سکتی ہے۔

اس کی مکمل قیومیت کی شان یہ ہے کہ اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ پس ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ ﴾ یعنی اس پر غنودگی اور اونگھ غالب نہیں آتی۔ ﴿ نَوْمٌ ﴾ اور نہ نیند ہی غالب آتی ہے۔ جو کہ اونگھ سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ، يَخْفِضُ

الْقِسْطَ وَ يَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلُ النَّهَارِ، وَعَمَلِ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ -وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ- اَلنَّارُلَوْ كَشَفَهُ لَاَ حْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور نہ اس کے شایان شان ہے کہ وہ سوئے، وہ میزان کو جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے، رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اس کے پاس پہنچادیا جاتا ہے، اس کا حجاب نور ہے، اور ابوبکر کی روایت کے مطابق نار ہے، اگر وہ اپنے حجاب کو دور ہٹادے تو اس کے چہرے کے انوار و تجلیات سے مخلوق میں ہر وہ چیز جل کے راکھ ہوجائے جس پر اس کی نظر پاک پڑے، یعنی جل جائے۔''

یہ ہے اللہ تعالیٰ کی شان! کیونکہ نیند ہو یا اونگھ، یہ بھی عیب ہے اور اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اونگھ نیند کا ابتدائی درجہ ہے، جب کہ نیند ایک اضطراری کیفیت کا نام ہے جو ہر جاندار کو اس وقت لاحق ہوتی ہے جب وہ کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ ایسی حالت میں نینداس پر غالب آکر اسے بیہوش بنادیتی ہے، اس میں موت کے کچھ آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی لیے احادیث میں نیند کو موت کی بہن قرار دیا گیا ہے اور بعض احادیث میں اسے موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ

[1] صحیح مسلم: ٤٤٥؛ سنن ابن ماجه: ١٩٥ تا١٩٧۔

اَمُوْتُ وَاَحْیَا)) وَاِذَا اسْتَیْقَظَ قَالَ: ((وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرِ)) 1

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رات کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر آتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے۔ پھر دعا فرماتے: ''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ نیند کر رہا ہوں اور (تیرے نام کے ساتھ) بیدار ہوں گا۔'' پھر جب بیدار ہوتے تو دعا کرتے: ''تمام حمد وثنا اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندہ کیا اور اسی کی جانب اٹھنا ہے۔''

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَصْبَحَ قَالَ: ((اَللّٰھُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ اَمْسَیْنَا، وَبِكَ نَحْیَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ وَاِذَا اَمْسٰی قَالَ: اَللّٰھُمَّ بِكَ اَمْسَیْنَا، وَبِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْیَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَیْكَ النُّشُوْرِ)) 2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دعا فرماتے: ''اے اللہ! تیری حفاظت میں ہم نے صبح کی ہے اور تیری حفاظت میں شام کی ہے اور تیرے حکم کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے حکم کے ساتھ ہم مریں گے اور موت کے بعد تیری جانب اٹھنا ہے۔''

---

1 صحیح بخاری کتاب الدعوات : ٦٣١٤۔

2 مشکوٰۃ: ٢٣٨٩ بحوالہ جامع الترمذی: ٣٣٩١، سنن ابوداود: ٥٠٦٨ وسنن ابن ماجہ: ٣٨٦٨۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ ﴾ [1]

”وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے، پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقرر کے لیے واپس بھیج دیتا ہے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرنے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کو اگر نیند آ جائے تو اس کائنات کا سارا نظام آن کی آن میں درہم برہم ہو جائے اور اللہ کے سوا جتنے معبود ہیں وہ سب یا تو پہلے ہی مردہ ہیں یا پھر وہ اونگھ، نیند اور موت کا شکار ہونے والے ہیں لہٰذا وہ اِلٰہ نہیں ہو سکتے۔ صرف اور صرف اللہ ہی واحد اِلٰہ ہے جو حَیٌّ و قیُّوم ہے، جسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔

آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اسی کا ہے

چوتھی چیز جو اس آیت میں ارشاد فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ﴿ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ ﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات قرآن مجید میں بار بار ارشاد فرمائی ہے کہ

[1] ۳۹/الزمر:۴۲۔

﴿ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴾ [1]

''کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی فرماں روائی اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے سوا کوئی تمہاری خبر گیری کرنے اور تمہاری مدد کرنے والا نہیں۔''

﴿ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؗ وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴾ [2]

''یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ ان سے پوچھو، پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ درحقیقت تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان اللہ نے پیدا کیے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے، زمین اور آسمان اور ان کی ساری موجودات اس کی ملک ہیں اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔''

﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِیْهِنَّ ؕ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ [3]

''زمین، آسمانوں اور تمام موجودات کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''

---

[1] ۲/البقرۃ: ۱۰۷۔ [2] ۵/المائدہ: ۱۸۔ [3] ۵/المائدہ: ۱۲۰۔

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾﴾ [1]

''اے نبی ان (مشرکین سے) کہیے کہ 'پکار دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو۔ وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں۔ وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں، ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ﴾ فرما کر یہ واضح فرمایا کہ زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے وہ اس کا مالک ہے اور دوسرا کوئی اس کا مالک نہیں ہے، یہ اظہر من الشّمس ہے کہ جو چیز خود کسی دوسرے کی مملوک و محکوم ہے وہ کسی طرح بھی اِلٰہ نہیں ہو سکتی پس اللہ ہی واحد اِلٰہ ہے اور اس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں جو حیّ و قیُّوم ہے، جس کو نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔

پانچویں بات جو اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ: ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ﴾ کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کر سکے؟''

---

[1] ٣٤/سبا: ٢٢۔

اسلام کا عقیدۂ شفاعت

قرآن مجید میں کفار و مشرکین کے عقیدۂ شفاعت کی بار بار پرزور طریقے سے تردید کرتے ہوئے اسلام کا عقیدۂ شفاعت بڑی تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے۔ یہاں وہ آیات پیش کی جارہی ہیں جو اس حوالہ سے قرآن مجید میں آئی ہیں، یہ آیات موضوعاتی ترتیب کی بجائے سورِ قرآن کی ترتیب سے درج کی جارہی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٨﴾﴾ [1]

''ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہوگی، نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا، اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٥٤﴾﴾ [2]

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جو کچھ مال و متاع ہم نے تم کو بخشا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے، جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی۔ ظالم اصل میں وہی ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں۔''

---

[1] ٢/ البقرة: ٤٨۔ [2] ٢/ البقرة: ٢٥٤۔

﴿ وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ ﴾ [1]

"اے نبی تم اس (علمِ وحی) کے ذریعہ سے ان لوگوں کو نصیحت کرو جو اس کا خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے کبھی اس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ اس کے سوا وہاں کوئی (ایسا ذی اقتدار نہ ہوگا) جو ان کا حامی ومددگار ہو، یا ان کی سفارش کرے، شاید کہ (اس نصیحت سے متنبہ ہوکر) وہ خدا ترسی کی روش اختیار کرلیں۔"

﴿ وَ ذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ ﴾ [2]

"چھوڑو ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور جنہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا کیے ہوئے ہے۔ ہاں، مگر یہ قرآن سنا کر نصیحت اور تنبیہ کرتے رہو کہ کہیں کوئی شخص اپنے کیے کرتوتوں کے وبال میں گرفتار نہ ہوجائے اور گرفتاری بھی اس حال میں ہو کہ اللہ سے بچانے والا کوئی حامی ومددگار اور کوئی سفارشی اس کے لیے نہ ہو، اگر وہ ہر ممکن چیز فدیہ میں دے کر چھوٹنا چاہے تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے۔ کیونکہ ایسے لوگ

---

[1] ٦/ الانعام: ٥١۔ [2] ٦/الانعام: ٧٠۔

تو خود اپنی کمائی کے نتیجہ میں پکڑے جائیں گے، ان کو اپنے انکارِ حق کے معاوضہ میں کھولتا ہوا پانی پینے کو اور دردناک عذاب بھگتنے کو ملے گا۔"

﴿وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴾ [1]

"اللہ فرمائے گا اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا، جو کچھ ہم نے تمہیں دنیا میں دیا تھا وہ سب تم پیچھے چھوڑ آئے ہو، اور اب ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تم سمجھتے تھے کہ تمہارے کام بنانے میں ان کا بھی کچھ حصہ ہے، تمہارے آپس کے سب رابطے ٹوٹ گئے اور وہ سب تم سے گم ہو گئے جن کا تم زعم رکھتے تھے۔"

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴾ [2]

"اب کیا یہ لوگ اس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ وہ انجام سامنے آ جائے جس کی یہ کتاب خبر دے رہی ہے؟ جس روز وہ انجام سامنے آ گیا تو وہی لوگ جنہوں نے پہلے اسے نظر انداز کر دیا تھا کہیں گے کہ "واقعی

[1] ٦/ الانعام : ٩٤ [2] ٧/ الاعراف : ٥٣

ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے، پھر کیا اب ہمیں کچھ سفارشی ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں؟ یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیج دیا جائے تا کہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کر کے دکھائیں، انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور وہ سارے جھوٹ جو انہوں نے بنا رکھے تھے، آج ان سے گم ہو گئے۔"

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳﴾ [1]

"حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر جلوہ گر ہو کر کائنات کا انتظام چلا رہا ہے۔ کوئی شفاعت (سفارش) کرنے والا نہیں ہے الا یہ کہ اس کی اجازت کے بعد شفاعت کرے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو۔ پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟"

﴿وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝۱۸﴾ [2]

"یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع، جب کہ کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی

---

[1] ۱۰/ یونس : ۳۔ [2] ۱۰/ یونس : ۱۸۔

ہیں۔ اے نبی ﷺ ان سے کہو" کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں؟" پاک ہے وہ اور بالا و برتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔"

﴿لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾﴾ ❶

"اس وقت لوگ کوئی سفارش لانے پر قادر نہ ہوں گے بجز اس کے جس نے رحمان کے حضور سے پروانہ حاصل کر لیا ہو۔"

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾﴾ ❷

"اس روز شفاعت کارگر نہ ہوگی، اِلّا یہ کہ کسی کو رحمان اس کی اجازت دے اور اس کی بات سننا پسند کرے۔"

﴿أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ﴿٢١﴾﴾ ❸

"کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے ارضی خدا ایسے ہیں کہ (بے جان کو جان بخش کر) اٹھا کھڑا کرتے ہوں؟"

﴿وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغٰوِينَ ﴿٩١﴾ وَ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَ الْغَاوُنَ ﴿٩٤﴾ وَ جُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَ هُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَ مَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَ لَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾

---

❶ ١٩/ مریم: ٨٧۔ ❷ ٢٠/ طٰہٰ: ١٠٩۔ ❸ ٢١/ الانبیاء: ٢١۔

﴿فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [1]

”دوزخ بہکے ہوئے لوگوں کے سامنے کھول دی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ اب کہاں ہیں وہ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے؟ کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر رہے ہیں یا خود اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں؟ پھر وہ معبود اور یہ بہکے ہوئے لوگ، اور ابلیس کے لشکر سب کے سب اس میں اوپر تلے دھکیل دیے جائیں گے۔ وہاں یہ سب آپس میں جھگڑیں گے اور یہ بہکے ہوئے لوگ (اپنے معبودوں سے) کہیں گے کہ خدا کی قسم، ہم تو صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ جب تم کو رب العالمین کی برابری کا درجہ دے رہے تھے اور وہ مجرم لوگ ہی تھے جنھوں نے ہم کو اس گمراہی میں ڈالا۔ اب نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی جگری دوست۔ کاش ہمیں ایک دفعہ پھر پلٹنے کا موقع مل جائے تو ہم مومن ہوں۔“

﴿وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَ كَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝﴾ [2]

”جب وہ ساعت برپا ہوگی اس دن مجرم ہک دک رہ جائیں گے۔ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔“

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا

[1] ٢٦/ الشعرآء: ٩١۔ ١٠٢۔ [2] ٣٠/ الروم: ١٢ تا ١٣

تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴ ﴾ [1]

"وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا، اس کے سوا نہ تمہارا کوئی حامی و مددگار ہے اور نہ کوئی اس کے آگے سفارش کرنے والا، پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرو گے؟"

﴿ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ [2]

"اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو گی تو وہ (سفارش کرنے والوں سے) پوچھیں گے کہ تمہارے رب نے کیا جواب دیا؟ وہ کہیں گے کہ ٹھیک کہا ہے اور وہ بزرگ و برتر ہے۔"

﴿ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝۲۰ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۱ وَ مَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۲ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا يُنْقِذُوْنِ ۝۲۳ ۚ ﴾ [3]

---

[1] ۳۲/ السجدۃ: ۴۔ [2] ۳۴/ سبا: ۲۳۔ [3] ۳۶/ یٰسٓ: ۲۰ تا ۲۳۔

''اتنے میں شہر کے دور دراز گوشے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور بولا اے میری قوم کے لوگو! رسولوں کی پیروی اختیار کرلو۔ پیروی کرو ان لوگوں کی جو تم سے کوئی اجر نہیں چاہتے اور ٹھیک راستے پر ہیں۔ آخر کیوں نہ میں اس ہستی کی بندگی کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس کی طرف تم سب کو پلٹ کر جانا ہے؟ کیا میں اسے چھوڑ کر دوسرے معبود بنالوں؟ حالانکہ اگر رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہ ان کی شفاعت میرے کسی کام آ سکتی ہے اور نہ وہ مجھے آزاد کروا سکتے ہیں۔''

﴿ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''کیا اس خدا کو چھوڑ کر ان لوگوں نے دوسروں کو شفیع بنا رکھا ہے؟ ان سے کہو: کیا وہ شفاعت کریں گے خواہ ان کے اختیار میں کچھ ہو نہ ہو اور وہ سمجھتے بھی نہ ہوں؟ کہو، شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا وہی مالک ہے۔ پھر اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔''

﴿ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ ﴾ [2]

''اے نبی، ڈراد و ان لوگوں کو اس دن سے جو قریب آ گیا ہے۔ جب کلیجے

---

[1] ۳۹/ الزمر : ۴۳ تا ۴۴۔ [2] ۴۰/ المؤمن : ۱۸۔

منہ کو آ رہے ہوں گے اور لوگ چپ چاپ غم کے گھونٹ پیے کھڑے ہوں گے۔ظالموں کا نہ کوئی مشفق دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارش،جس کی بات مانی جائے۔''

﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝﴾ ❶

''اس کو چھوڑ کر یہ لوگ جنہیں پکارتے ہیں وہ کسی شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے،اِلاّ یہ کہ کوئی علم کی بنا پر حق کی شہادت دے۔''

﴿وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضٰى ۝﴾ ❷

''آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں،ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لیے وہ کوئی عرض داشت سننا چاہے اور اس کو پسند کرے۔''

﴿فِي جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ حَتّٰى أَتٰىنَا الْيَقِينُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِينَ ۝﴾ ❸

''جو جنتوں میں ہوں گے،وہ مجرموں سے پوچھیں گے تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور مسکین

❶ ٤٣/ الزخرف: ٨٦۔ ❷ ٥٣/ النجم: ٦٢۔ ❸ ٧٤/ المدثر: ٤٠ تا ٤٨۔

کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی باتیں بنانے لگتے تھے، اور روزِ آخرت کو جھوٹ قرار دیتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں اس یقینی چیز سے سابقہ پیش آ گیا۔ اس وقت سفارش کرنے والوں کی کوئی سفارش ان کے کسی کام نہ آئے گی۔"

آنحضرت ﷺ کی چند احادیث کا مطالعہ بھی اسلام کے عقیدۂ شفاعت کو مزید سمجھنے میں مددگار ثابت ہوگا، اس لیے چند احادیث پیشِ خدمت ہیں۔

پہلے سفارش کرنے والے آپ ﷺ ہوں گے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن ایمان دار لوگوں کو (میدانِ حشر میں) روک لیا جائے گا حتی کہ وہ اس کی وجہ سے غمگین ہو جائیں گے، وہ کہیں گے کہ کاش! ہم کسی کو اپنے پروردگار کی طرف سفارشی لے جائیں تاکہ وہ ہمیں اس (مصیبت) سے آرام پہنچائے، چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپ آدم ہیں اور تمام لوگوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا، آپ کو جنت میں بسایا، اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام بتائے، آپ اپنے پروردگار کے پاس ہمارے لیے سفارش کریں تاکہ وہ ہمیں اس مصیبت سے آرام پہنچائے۔

آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں، وہ عذر پیش کرتے ہوئے اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ممنوعہ درخت کو تناول کر کے کی تھی جب کہ انہیں اس (کے قریب جانے) سے روکا گیا تھا۔"

(آدم علیہ السلام کہیں گے) بلکہ تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو

اللہ تعالیٰ نے زمین پر رہنے والوں کے پاس بھیجا، چنانچہ وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ جواب دیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں، وہ بھی اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار سے (اپنے بیٹے کو بچا لینے کے بارے میں) بغیر سوچے سمجھے سوال کیا۔ (نوح علیہ السلام کہیں گے) تم ابراہیم خلیل الرحمان کے پاس جاؤ؛" آپ نے فرمایا: "چنانچہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ جواب دیں گے، میرا یہ مقام نہیں، وہ بھی اپنے تین مرتبہ جھوٹ بولنے کا ذکر کریں گے جن کے وہ (دنیا میں) مرتکب ہوئے تھے۔

(پھر ابراہیم علیہ السلام کہیں گے) تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تورات عطا کی اور اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوئے اور ان سے قریب ہو کر سرگوشی فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ جواب دیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں، وہ بھی اپنی اس غلطی کا تذکرہ کریں گے جو ایک (قبطی) شخص کو قتل کرنے کی صورت میں ان سے سرزد ہوئی تھی۔ (موسیٰ علیہ السلام کہیں گے) البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اس کے رسول ہیں، روح اللہ ہیں اور اس کے کلمہ ہیں (یعنی وہ کلمہ کن سے پیدا کیے گئے تھے۔)" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ معذرت پیش کریں گے کہ میرا یہ مقام نہیں۔ (عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے) البتہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن کے اللہ تعالیٰ نے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے میں اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کروں گا چنانچہ مجھے (داخل ہونے کی) اجازت دے دی جائے گی۔"

”میں اللہ کے حضور سجدے میں گر جاؤں گا“

”جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ مجھے سجدے میں رہنے دیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: محمد (ﷺ) سر اٹھائیں اور کہیں آپ (ﷺ) کی بات کو سنا جائے گا، سفارش کریں آپ (ﷺ) کی سفارش قبول کی جائے گی، سوال کریں آپ کے سوال کو پورا کیا جائے گا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کروں گا، پھر میں سفارش کروں گا، میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں (بارگاہ رب العزت سے) نکلوں گا اور (مقررہ حد کو) دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

پھر میں دوسری مرتبہ جاؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اس میں داخل ہونے کی اجازت عطا کی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ سجدے میں رہنے دیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد (ﷺ)! سر اٹھائیں اور بات کریں آپ کی بات سنی جائے گی، سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں (بارگاہ رب العزت سے) باہر آؤں گا اور (مقررہ حد کو) دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

پھر میں تیسری مرتبہ جاؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اس میں داخل ہونے کی اجازت عطا کی جائے گی۔ جب میں (اپنے رب کو) دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ سجدے میں رہنے دیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد (ﷺ)! سر اٹھائیں اور بات کریں آپ کی بات سنی جائے گی، سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد وثناء بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں (بارگاہِ رب العزت سے) باہر آؤں گا اور (مقررہ حد کو) دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن نے روک رکھا ہوگا یعنی ان کے لیے (دوزخ میں) ہمیشہ رہنا ثابت ہو چکا ہوگا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ [1] ''عنقریب آپ ﷺ کو آپ کا رب مقامِ محمود میں بھیجے گا اور یہی وہ مقام ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی سے کر رکھا ہے۔ [2]

---

[1] ١٧ بني إسرائيل:٧٩

[2] صحيح بخاري، كتاب الرقاق:٦٥٦٥؛صحيح مسلم، كتاب الإيمان: ٤٧٥۔

اے پروردگار! میری امت! میری امت!

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ (حیرت زدہ ہوکر) ایک دوسرے کے پاس آئیں گے، جب لوگ وہ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آپ اپنے پروردگار کے پاس شفاعت کریں۔ وہ جواب دیں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں البتہ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، ان سے اللہ پاک ہم کلام ہوئے تھے۔ پھر لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ معذرت کریں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں، البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ بلاشبہ وہ روح اللہ اور اللہ کا کلمہ ہیں (یعنی انہیں کلمہ کن سے پیدا کیا گیا ہے)۔ پھر لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، بھی وہ معذرت کریں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں البتہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) میں کہوں گا کہ ہاں! میں شفاعت کا اہل ہوں، میں اپنے پروردگار کے ہاں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی، پھر اللہ تعالیٰ مجھے تعریف کے کلمات الہام کریں گے جن کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کروں گا، اس وقت مجھے وہ کلمات معلوم نہیں ہیں۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی ان کلمات کے ساتھ حمد وثنا بیان کروں گا اور اللہ کے لیے سجدے میں گر پڑوں گا۔ مجھے کہا جائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سنی جائے گی، سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سفارش قبول کی جائے گی۔

چنانچہ میں درخواست کروں گا: اے میرے پروردگار! میری امت! میری

امت! پھر مجھے حکم دیا جائے گا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) چلیں اور دوزخ میں سے ان لوگوں کو نکال باہر کریں جن کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے، چنانچہ میں ان کو نکال لوں گا۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کروں گا، اس کے بعد میں سجدے میں گر پڑوں گا تو (مجھے کہا جائے گا:) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سنی جائے گی، سوال کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سفارش قبول کی جائے گی۔

چنانچہ میں درخواست کروں گا: اے میرے پروردگار! میری امت! میری امت! میری امت! مجھے حکم دیا جائے گا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے لوگوں کو دوزخ سے باہر کریں جن کے دل میں ذرہ برابر یا رائی کے برابر بھی ایمان ہے، میں ان کو نکال لوں گا۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کروں گا۔ اس کے بعد میں سجدے میں گر پڑوں گا تو کہا جائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سنی جائے گی، سوال کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سفارش قبول کی جائے گی۔

میں کہوں گا: اے میرے پروردگار، میری امت! میری امت! میری امت! پس کہا جائے گا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے لوگوں کو باہر کریں جن کے دل میں رائی کے دانے کے تیسرے حصے کے برابر بھی ایمان ہے، میں انہیں نکال لوں گا۔ اس کے بعد چوتھی بار میں جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کروں گا اس کے بعد سجدے میں گر پڑوں گا تو مجھے کہا جائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سنی جائے گی، سوال کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سفارش قبول کی جائے گی۔

میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! مجھے ان لوگوں کے بارے میں بھی اجازت دیں جنہوں نے ”لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ“ کا کلمہ کہا۔ اللہ پاک فرمائیں گے: یہ تیرے لیے نہیں ہے لیکن مجھے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی کبریائی اور اپنی عظمت کی قسم! میں دوزخ سے ان لوگوں کو (خود) باہر نکالوں گا جنہوں نے ”لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ“ کا کلمہ کہا۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گوشت لایا گیا، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دستی پیش کی گئی کیوں کہ دستی (کا گوشت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں سے کاٹ کر کھایا۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اور سورج قریب ہوگا، جب لوگ غم اور بے چینی کی وجہ سے بے بس ہوجائیں گے تو (آپس میں) کہیں گے تم غور کیوں نہیں کرتے ہو کہ کون تمہارے پروردگار کے ہاں تمہاری سفارش کرے؟ چنانچہ تمام لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے؛“ پھر شفاعت کی حدیث کو بیان کیا، اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ میں عرش کے نیچے پہنچوں گا اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا، اس وقت اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد و ثنا کے کچھ کلمات کا انکشاف فرمائیں گے کہ ان کلمات کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی پر انکشاف نہ کیا ہوگا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا سر اٹھائیں اور سوال کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سفارش قبول کی جائے گی، چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا، اے میرے پروردگار! میری امت؟ اے میرے

---

[1] صحیح بخاري، کتاب التوحید: ۷۵۱۰ وصحیح مسلم: ۴۷۹۔

پروردگار! میری امت! اے میرے پروردگار! میری امت! کہا جائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کے لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے بالخصوص دائیں دروازے سے بلاحساب داخل کریں۔ جب کہ یہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنت کے کواڑوں میں سے ہر دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا جتنا کہ مکہ اور ھجر (بحرین) شہر کے درمیان ہے۔" [1]

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے بارے میں خوش کر دیں گے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تلاوت فرمائی جو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے:

﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ﴾ [2]

"اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جو شخص میرا تابعدار بنا وہ مجھ سے ہے۔"

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [3]

---

[1] صحیح بخاري كتاب التفسير : ٤٧١٢ وصحيح مسلم، ٤٨١۔

[2] ١٤/ابراهيم:٣٦۔ [3] ٥/المائدة :١١٨۔

''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا تو بلاشبہ یہ لوگ تیرے بندے ہیں۔''

(اس پر) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! میری امت؟ میری امت؟'' اور آپ ﷺ رو پڑے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! محمد (ﷺ) کے پاس جا، حالانکہ تیرے پروردگار کو خوب علم ہے اور ان سے دریافت کر کہ آپ (ﷺ) کے رونے کا کیا سبب ہے؟ چنانچہ آپ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ سے دریافت کیا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں وجہ بتائی۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ہم آپ (ﷺ) کو غمگین نہیں کریں گے۔'' [1]

فرشتے، پیغمبر اور اہل ایمان اللہ کی اجازت سے سفارش کریں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے وہ لوگ کہیں گے (جو اپنے رب کی عبادت کرتے تھے) کہ ہمارا یہی مقام ہے جب تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس تشریف نہیں لائے گا اور جب ہمارا پروردگار ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا: کیا تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی نشانی ہے؟ جس سے تم اسے پہچان لو گے؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ پنڈلی سے (کپڑا) ہٹائیں گے اور اس موقع پر ہر اس شخص کو سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے جو اخلاص کے ساتھ

[1] صحیح مسلم: ٤٩٩۔

سجدہ کرتا تھا، جب کہ وہ شخص جو کسی ڈر سے یا دکھاوے کی خاطر سجدہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی کمر کو ایک تختہ بنا دیں گے جب بھی وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو اپنی گدی کے بل گر پڑے گا، اس کے بعد جہنم کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا۔ جب سفارش کرنے کی اجازت مل جائے گی، تمام انبیاء بھی کہیں گے: اے اللہ! سلامتی عطا فرما، سلامتی عطا فرما۔ پس ایماندار لوگ پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے، بعض بجلی کے کوندے کی مانند، بعض ہوا کے جھونکے کی طرح، بعض پرندے کی اڑان کی طرح، بعض تیز رفتار گھوڑے کی مانند اور بعض مختلف سواریوں پر (جن کی اپنی اپنی مختلف رفتار ہوگی کچھ لوگ صحیح سالم نجات پا جائیں گے اور کچھ لوگ زخمی ہو کر نکل جائیں گے، جبکہ کچھ لوگ دوزخ کی آگ میں دھکیلے جائیں گے۔

پھر جب ایماندار لوگ دوزخ سے نجات پا جائیں گے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص ظاہر حق کے مطالبہ میں اتنی جدو جہد نہیں کرتا جتنی شدید جدو جہد مومنین قیامت کے دن اپنے ان مومن بھائیوں کی نجات کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کریں گے جو جہنم میں ہوں گے، وہ ان کے بارے میں (برملا) اظہار کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! وہ ہمارے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے، نمازیں ادا کیا کرتے تھے اور حج کیا کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا: ان لوگوں کو (دوزخ سے) باہر کرو جن کو تم پہچانتے ہو۔ دراصل ان کی صورتیں دوزخ پر حرام ہوں گی (کہ ان میں تبدیلی ہو) چنانچہ وہ دوزخ سے بڑی تعداد میں لوگوں کو باہر نکالیں گے اس کے بعد وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! دوزخ میں ایسا کوئی شخص باقی نہیں ہے جن کے باہر کرنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: واپس جاؤ جس کے دل میں تم دینار کے برابر ایمان پاتے

ہو اسے بھی دوزخ سے باہر کرو۔ چنانچہ وہ بڑی تعداد میں مخلوق کو باہر نکالیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: واپس جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے اسے بھی باہر کرو۔ چنانچہ پھر وہ بڑی تعداد میں لوگوں کو باہر نکالیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جس کے دل میں تم ذرہ برابر ایمان پاتے ہو اس کو بھی باہر کرو۔ چنانچہ وہ بڑی تعداد میں مخلوق کو باہر نکالیں گے۔

اس کے بعد وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم نے دوزخ میں کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا۔ جس میں ایمان ہو۔ (اس پر) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فرشتوں نے سفارش کی، پیغمبروں نے سفارش کی، ایماندار لوگوں نے سفارش کی اور اب صرف اللّٰہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن باقی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالیں گے جنہوں نے ہرگز کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا، وہ کوئلہ ہو گئے ہوں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو اس نہر میں ڈالے گا جو جنت کے ابتدائی حصہ میں ہے اور جسے نہر حیات کہا جائے گا۔ پھر وہ لوگ نہر سے اس طرح باہر نکلیں گے جیسے دانہ سیلابی مٹی میں اگتا ہے پس وہ نکلیں گے تو موتیوں کی مانند (چمکتے) ہوں گے، ان کی گردنوں میں سونے کے ہار ہوں گے، جنت والے (ان کے بارے میں) کہیں گے کہ یہ لوگ "رحمان" کے آزاد کردہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا کسی عمل کے اور بلا کسی نیکی کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو جنت میں داخل کیا ہے پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ سب کچھ جو تم دیکھ رہے ہو، یہ تمہارے لیے ہے اور اس جیسی اور (بہت سی نعمتیں) بھی ساتھ ہیں۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید: ۷۴۳۹ و صحیح مسلم: ۱۸۳۔

پل صراط پر لوگوں کو ان کے اعمال چلائیں گے

حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ (میدانِ حشر میں) لوگوں کو جمع کریں گے پس ایماندار شخص کھڑے ہوں گے، جنت کو ان کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھول دیجیے؟ آدم (عذر پیش کرتے ہوئے) کہیں گے کہ تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی غلطی نے ہی نکلوایا تھا، میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ تم میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے پاس جاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام (عذر پیش کرتے ہوئے) کہیں گے کہ میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں میں تو آج سے پہلے پہلے خلیل تھا، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ بلاواسطہ ہم کلام ہوئے۔ چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے کہ میں اس (شفاعت) کا اہل نہیں ہوں، تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح اللہ ہیں (یعنی وہ لفظ کن سے، بغیر باپ کے پیدا ہوئے)، وہ کہیں گے کہ میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں، چنانچہ وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرش کی (دائیں) جانب کھڑے ہوں گے، آپ کو اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رشتہ داری کو لایا جائے گا، وہ دونوں پل صراط کی دونوں جانب دائیں اور بائیں کھڑی ہو جائیں گی۔ پھر (پل صراط پر سے لوگوں کا گزر شروع ہو جائے گا) تم میں سے ایک طبقہ (جو سب سے افضل ہوگا) بجلی کی مانند (تیز رفتاری کے ساتھ) گزر جائے گا۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں بجلی کی مانند گزرنے کی صورت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ آسمانی بجلی کس قدر تیز رفتاری کے ساتھ گزر جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس آجاتی ہے پھر (کچھ لوگ) پرندوں کی (اڑان کی) طرح اور (کچھ لوگ) آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے، ان کے اعمال ان کو چلائیں گے اور تمہارے نبی پل صراط پر کھڑے ہوئے یہ کہے جا رہے ہوں گے: اے رب! سلامتی عطا کر، سلامتی عطا کر، حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال عاجز آجائیں گے، ایک شخص آئے گا وہ پل صراط پر سے اپنے کولہوں کے بل سرکتا ہوا آئے گا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''پل صراط کے دونوں کناروں پر کنڈیاں لٹک رہی ہوں گی جنہیں حکم دیا گیا ہوگا کہ وہ ان لوگوں کو (اپنی جانب) کھینچ لیں جو قابل گرفت قرار پا چکے ہیں۔ پس کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں گر جائیں گے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے بلا شبہ جہنم کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ [1]

دل سے لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرنے والا جنت میں جائے گا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْنَفْسِهٖ)) [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت

[1] صحيح مسلم : ٤٨٢۔ [2] صحيح بخاري كتاب العلم : ٩٩۔

کے دن میری شفاعت کے ساتھ (ہمکنار ہونے والا) سعادت مند وہ شخص ہوگا جس نے خالصتاً دل سے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کا اقرار کیا۔"

شفاعت صرف موحدین کے لیے ہوگی

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَانِيْ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّيْ فَخَيَّرَنِيْ بَيْنَ اَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِيْ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ، وَهِيَ لِمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)) [1]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پروردگار کی جانب سے میرے پاس فرشتہ آیا، اس نے مجھے (اللہ کی جانب سے) دو باتوں میں سے ایک بات چن لینے کا اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے یا (تمام امت کے لیے) شفاعت کا حق مجھے حاصل ہو جائے پس میں نے شفاعت کو پسند کیا، شفاعت ان لوگوں کے لیے ہے جو اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے تھے۔"

جہنمی بھی آپ ﷺ کی سفارش سے جنت میں جائیں گے

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((يَخْرُجُ اَقْوَامٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

---

[1] جامع الترمذي: ٢٤٤١ و سنن ابن ماجه: ٤٣١٧۔

وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ.)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ)) [1]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے ساتھ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں داخل کیے جائیں گے، انہیں جہنمی کہا جائے گا۔'' (بخاری)

ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ دوزخ سے میری سفارش کے ساتھ نکالے جائیں گے، انہیں جہنمی کہا جائے گا۔

سب سے آخری جنتی کون ہوگا

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((إِنِّيْ لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهَا، فَيَقُوْلُ: أَتَسْخَرُ مِنِّيْ۔ أَوْتَضْحَكُ مِنِّيْ وَأَنْتَ الْمَلِكُ؟)) وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، وَكَانَ يُقَالُ: ((ذٰلِكَ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [2]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الرقاق: ٦٥٦٦، ٦٥٥٩ و جامع الترمذي: ٦٦٠٠۔

[2] صحيح بخاري: ٦٥٧١ وصحيح مسلم: ٤٦١۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہے کہ دوزخ میں سے سب سے آخر میں کون نکلے گا اور جنت میں سب سے آخر میں کون داخل ہوگا۔ وہ شخص جو دوزخ سے گھسٹتے ہوئے نکلے گا، اللہ تعالیٰ (اس کو) حکم دیں گے کہ جنت میں داخل ہوجا، وہ جنت کے قریب پہنچے گا تو اسے خیال گزرے گا کہ جنت تو بھری ہوئی ہے (اس میں گنجائش نہیں)، وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! جنت میں تو کوئی جگہ خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو حکم دیں گے کہ جاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ بلاشبہ تمہارے لیے دنیا کے برابر اور اس کی مثل دس گنا ہے، وہ عرض کرے گا: آپ میرا تمسخر اڑا رہے ہیں یا آپ مجھ سے خوش طبعی کررہے ہیں حالانکہ آپ بادشاہ ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ بات فرما کر) ہنس دیئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت ظاہر ہوئے، بیان کیا جاتا ہے: ''یہ شخص جنتیوں میں سے سب سے کم درجے والا ہوگا۔''

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنِّیْ لَاَعْلَمُ آخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ، وَآخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا، رَجُلٌ يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ اَعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا، فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ: عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا، وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا، كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ: فَاِنَّ

لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُولُ: رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَاهُهُنَا)) وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ. [1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ اہل جنت میں سے سب سے آخر میں جنت میں کون داخل ہوگا اور اہل جہنم میں سے سب سے آخر میں جہنم میں سے کون نکالا جائے گا۔ وہ ایسا شخص ہوگا جسے قیامت کے دن پیش کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو اور اس کے کبیرہ گناہوں کو چھپا لو چنانچہ اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کیے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا اور فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا؟ وہ اقرار کرے گا، اس میں انکار کرنے کی جرأت نہ ہو گی، البتہ وہ اپنے کبیرہ گناہوں سے خائف ہوگا کہ کہیں وہ اس پر پیش نہ کیے جائیں۔ اس سے کہا جائے گا: بے شک تیرے لیے ہر برائی کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔ وہ عرض کرے گا، اے میرے پروردگار! میں نے بہت سے کبیرہ گناہ کیے تھے جن کو میں اعمال ناموں میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔

(ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (یہ بیان کرکے) آپ ہنس دیئے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک دکھائی دینے لگے۔

---

[1] صحیح مسلم: ٤٦٧۔

آپ ﷺ کبیرہ گناہ کے مرتکب کی سفارش کریں گے

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ)) [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت میں سے ان لوگوں کی سفارش کروں گا جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔''

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَۃِ، کَاَنَّھُمُ الثَّعَارِیْرُ)) قُلْنَا: مَا الثَّعَارِیْرُ؟ قَالَ: ((اِنَّہُ الضَّغَابِیْسُ)) [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ سے کچھ لوگ شفاعت کے ساتھ نکالے جائیں گے گویا کہ وہ ''ثعاریر'' ہیں۔'' (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں) ہم نے دریافت کیا (اے اللہ کے رسول!) ''ثعاریر'' سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا کہ وہ کھیرے ککڑیاں ہیں۔''

قرآن وحدیث کی ان تصریحات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی اس کی بارگاہ میں شفاعت یعنی سفارش نہ کرسکے گا نہ انبیا و اولیا، نہ دیوی دیوتا اور نہ فرشتے، ہاں سب سے پہلے اللہ کے اذن سے آنحضرت ﷺ

---

[1] جامع الترمذی: ٢٤٣٥ وسنن ابوداود: ٤٧٣٩۔

[2] صحيح بخاري كتاب الرقاق: ٦٥٥٨ و صحيح مسلم: ٤٧١۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی سفارش قبول فرمائیں گے، یہ سفارش ان لوگوں کے لیے ہوگی جو توحید باری تعالیٰ پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہوں گے اور جن کی موت مشرکانہ عقائد پر واقع نہیں ہوئی ہوگی۔ ایسے لوگ اگر کبائر کے مرتکب ہوئے تھے تو دوزخ میں گرا دیے جائیں گے۔ البتہ بعد میں سفارش کے ساتھ نکال لیے جائیں گے، لیکن مشرک کی سفارش کی جائے گی نہ انہیں جہنم سے نکلنا نصیب ہوگا۔

علم الٰہی ماضی، حال اور مستقبل کو محیط ہے

عقیدہ شفاعت بیان کرنے کے بعد چھٹی بات جو آیۃ الکرسی میں بیان فرمائی گئی ہے، وہ یہ ہے:

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ﴾ جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو ان سے اوجھل ہے اسے بھی جانتا ہے، یعنی اللہ وہ ذات ہے جو تمام گزشتہ، موجود اور آیندہ کے حالات کا جاننے والی ہے۔ اس کا علم تمام مخلوق کا احاطہ کیے ہوئے ہے، جیسے کہ ایک مقام پر فرشتوں کا قول اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

فرشتے اللہ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں

﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۚ﴿٦٤﴾﴾ [1]

---

[1] ١٩/مریم:٦٤۔

”اے نبی! ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے۔ جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے۔ ہر چیز کا مالک وہی ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں ہے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقت کا اظہار حضرت جبرئیل سے کرایا ہے کہ اے نبی ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے۔ دوسرا یہ کہ جو کچھ ہمارے آگے، جو کچھ پیچھے ہے اور جو کچھ درمیان میں ہے ہر چیز کا مالک وہی ہے اور تیسرا یہ کہ تمہارا رب بھولنے والا نہیں۔

اس آیت کا پس منظر یہ بیان ہوا ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے فرمایا:

((مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرُنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا)) ”آپ کا ہم سے ملاقات کا معمول ہے، اس سے زیادہ آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ...﴾ اور فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے پروردگار کے حکم کے سوا اتر نہیں سکتے۔ [1]

عوفی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کئی دن تک حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت حزن وملال ہوا۔ پھر جب جبرائیل آئے تو یہ وحی لائے: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ﴾ ”ہم آپ کے پروردگار کے حکم کے سوا نہیں اتر سکتے۔“ [2]

---

[1] مسند احمد ١/٢٣١؛ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، آیت هذا: ٤٧٣١۔

[2] تفسیر الطبري ١٦/ ١٣٠۔

﴿لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَا خَلْفَنَا﴾ جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے سب اسی کا ہے۔ اس جملے کی تفسیر میں آئمہ تفسیر نے متعدد مفہوم بیان کیے ہیں مثلاً:
﴿مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا﴾ سے مراد دنیا ہے، ﴿وَ مَا خَلْفَنَا﴾ سے مراد آخرت ہے، ﴿مَا بَيْنَ ذٰلِكَ﴾ جو ان کے درمیان ہے، یعنی دونوں نفخوں کے درمیان۔ اس سے مراد دنیا اور آخرت کے درمیان کا وقفہ یعنی برزخ ہے۔

فرمایا: ﴿وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں۔
حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا پروردگار آپ کو نہیں بھولا۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا﴾ (۱۹/مریم:۶۵) آسمان اور زمین اور جو ان دونوں کے درمیان۔ ہے سب کا پروردگار ہے یعنی وہ ان سب کا خالق بھی ہے اور مدبر بھی، حاکم بھی ہے اور متصرف بھی اور اسکے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا﴾ [1]
”وہ لوگوں کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے جب کہ دوسروں کو اس کا پورا علم نہیں“

اللہ تعالیٰ لامحدود علم کا اصلی سرچشمہ ہے

ساتویں بات جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ﴿وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو اپنے احاطے میں نہیں لا سکتے۔ سوائے اس بات کے جو وہ چاہے۔
آیۃ الکرسی کے اس جملے پر مزید غور و خوض فرمائیں اور اس کی تہہ تک پہنچنے کی

[1] ۲۰/طٰہٰ: ۱۱۰۔

کوشش کریں تو یقیناً آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ لامحدود علم کا اصلی سرچشمہ ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفتِ ادراک میں نہیں آ سکتی الا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ان کو دینا چاہے۔

یعنی کوئی شخص اللہ کے علم میں سے کسی چیز پر مطلع نہیں ہو سکتا، مگر جو اللہ چاہے۔ معلوم کروا دے اور جس پر چاہے وہ مطلع فرما دے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس جملے سے مراد یہ ہو کہ اس کی ذات و صفات کے علم میں کسی چیز پر یہ لوگ مطلع نہیں ہو سکتے مگر جس پر اللہ تعالیٰ چاہے مطلع فرما دے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾﴾ [1]

"اس روز شفاعت کارگر نہ ہوگی، الا یہ کہ کسی کو رحمان اس کی اجازت دے اور اس کی بات سننا پسند کرے، وہ لوگوں کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے اور دوسروں کو اس کا پورا علم نہیں۔"

یہی وجہ بتائی گئی ہے کہ شفاعت پر یہ پابندی کیوں ہے۔ فرشتے ہوں، انبیا یا اولیا، کسی کو بھی یہ معلوم نہیں اور نہیں ہو سکتا کہ کس کا ریکارڈ کیسا ہے؟ کون دنیا میں کیا کرتا رہا ہے؟ اللہ کی عدالت میں کس سیرت و کردار اور کیسی کیسی ذمہ داریوں کے بار لے کر آیا ہے؟ اس کے برعکس اللہ کو ہر ایک کے پچھلے کارناموں اور کرتوتوں کا بھی علم ہے؟ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اب اس کا موقف کیا ہے؟ نیک ہے تو کیسا نیک ہے؟ مجرم ہے تو کس درجے کا مجرم ہے؟ معافی کے قابل ہے یا نہیں؟ پوری سزا کا مستحق ہے یا

---

[1] ۲۰/طٰہٰ: ۱۰۹، ۱۱۰۔

تخفیف اور رعایت بھی اس کے ساتھ کی جاسکتی ہے؟ ایسی حالت میں یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ ملائکہ، انبیاء اور صلحاء کو سفارش کی کھلی چھٹی دے دی جائے اور ہر ایک جس کے حق میں جو سفارش چاہے کر دے۔ ایک معمولی افسر اپنے چھوٹے سے محکمے میں اگر اپنے ہر دوست یا عزیز کی سفارشیں سننے لگے تو چار دن میں سارے محکمے کا ستیاناس کر کے رکھ دے گا۔ پھر بھلا زمین و آسمان کے فرمانروا سے یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کے ہاں سفارشوں کا بازار گرم ہو، ہر بزرگ جا جا کر جس کو چاہے بخشوا لے، درانحالیکہ ان میں سے کسی بزرگ کو بھی یہ معلوم نہیں کہ جن لوگوں کی سفارش وہ کر رہے ہیں ان کے نامۂ اعمال کیسے ہیں۔ دنیا میں جو افسر کچھ بھی احساس ذمہ داری رکھتا ہے اس کی روش یہ ہوتی ہے کہ اگر اس کا کوئی دوست اس کے کسی قصوروار ماتحت کی سفارش لے کر جاتا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ آپ کو خبر نہیں ہے کہ یہ شخص کتنا کام چور، نافرض شناس، رشوت خور اور خلق خدا کو تنگ کرنے والا ہے! میں اس کے کرتوتوں سے واقف ہوں، اس لیے آپ براہ کرم مجھ سے اس کی سفارش نہ فرمائیں۔

اس چھوٹی سی مثال پر قیاس کر کے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس آیت میں شفاعت کے متعلق جو قاعدہ بیان کیا گیا ہے وہ کس قدر صحیح، معقول اور مبنی برانصاف ہے۔ خدا کے ہاں شفاعت کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ نیک بندے، جو دنیا میں خلق خدا کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرنے کے عادی تھے، انہیں آخرت میں بھی ہمدردی کا حق ادا کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ لیکن وہ سفارش کرنے سے پہلے اجازت طلب کریں گے۔ اور جس کے حق میں اللہ تعالیٰ انہیں بولنے کی اجازت دے گا صرف اسی کے حق میں سفارش کریں گے پھر سفارش کے لیے بھی یہ شرط ہوگی کہ وہ مناسب اور مبنی برحق ہو، جیسا کہ ﴿وَقَالَ صَوَابًا﴾ ''اور بات ٹھیک کہے'' کا ارشاد ربانی صاف

بتا رہا ہے۔

ایسی سفارشیں کرنے کی وہاں اجازت نہ ہوگی کہ ایک شخص دنیا میں سینکڑوں، ہزاروں بندگان خدا کے حقوق مار کر آیا ہو اور کوئی بزرگ اٹھ کر سفارش کر دیں کہ حضور اسے انعام سے سرفراز فرمائیں، یہ میرا خاص بندہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے۔ جبکہ انبیاء و رسل ہوں یا اولیاء و اصفیا ہوں سب، کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے اور محدود ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی تصریحات سے ثابت ہے، چند مقامات ملاحظہ فرمائیے:

آلِ عمران کی خبریں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بتائیں

﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝۴۴﴾ [1]

”اے نبی (ﷺ)! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کو وحی کے ذریعے سے بتا رہے ہیں، ورنہ آپ اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب (ہیکل کے خادم) یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ مریم علیہا السلام کا سرپرست کون ہو؟ اپنے اپنے قلم پھینک رہے تھے، نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔“

[1] ۳/آل عمران: ٤٤۔

رسولوں کو غیب کی باتوں سے اللہ باخبر کرتا ہے

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ١٧٩﴾ [1]

"اللہ مومنو کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو۔ وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔ مگر اللہ کا یہ طریقہ نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کر دے۔ (غیب کی باتیں بتانے کے لیے) وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔ لہٰذا اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو۔ اگر تم ایمان اور خدا ترسی کی روش پر چلو گے تو تم کو بڑا اجر ملے گا۔"

میں غیب کا علم نہیں رکھتا

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ٥٠ۧ﴾ [2]

"اے نبی (ﷺ) ان سے کہو، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔ نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ

---

[1] ۴/آل عمران: ۱۷۹۔ [2] ٦/الانعام: ٥٠۔

ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ پھر ان سے پوچھو کیا: اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟"

﴿ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّ لَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۱ ﴾ [1]

"میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں، نہ یہ میرا دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ جن لوگوں کو تمہاری آنکھیں حقارت سے دیکھتی ہیں، انہیں اللہ نے کوئی بھلائی نہیں دی، ان کے نفس کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے اگر میں ایسا کہوں تو میں ظالم ہوں گا۔"

اللہ تعالیٰ کے پاس غیب کے خزانوں کی کنجیاں ہیں

﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۵۹ ﴾ [2]

"اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔ زمین کے تاریک پردوں میں کوئی

---

[1] ۱۱/ھود: ۳۱۔ [2] ۶/الانعام: ۵۹۔

دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ خشک اور تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔''

اللہ غیب اور حاضر ہر چیز کا عالم ہے

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَ يَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ لَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝﴾ [1]

''وہی ہے جس نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا ہے اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہو جائے اس دن وہ ہو جائے گا۔ اس کا ارشاد عین حق ہے۔ جس روز صور پھونکا جائے گا اس روز بادشاہی اسی کی ہوگی، وہ غیب اور شہادت ہر چیز کا عالم ہے اور دانا اور باخبر ہے۔''

اگر مجھے علم غیب ہوتا تو اپنے لیے بہت سے فائدے حاصل کر لیتا

﴿قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝﴾ [2]

''اے نبی ﷺ ان سے کہیے کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی

---

[1] ٦/ الانعام: ٧٣۔ [2] ٧/ الاعراف: ١٨٨۔

نقصان نہ پہنچتا، میں تو محض ایک خبردار کرنے والا خوشخبری سنانے والا ہوں، ان لوگوں کے لیے جو میری بات پر ایمان رکھیں۔"

وہ سینے میں چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے

﴿اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۳۸﴾ [1]

"بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے۔ وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔"

تمام رسولوں کا جواب یہ ہوگا کہ تو ﴿عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ ہے

﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَا ذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۰۹﴾ [2]

"جس روز اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا، تو وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں، آپ ہی تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جانتے ہیں۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ تو ﴿عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا

---

[1] ۳۵/فاطر: ۳۸۔ [2] ۵/المائدۃ: ۱۰۹۔

لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ [1]

"غرض جب (یہ احسانات یاد دلا کر) اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنالو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔ آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کو جانتے ہیں۔"

اللہ کے علم کے مقابلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام وخضر اور تمام مخلوقات کے علم کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت کا اندازہ اگر کرنا چاہیں تو ایک نظر سورہ کہف، آیت نمبر ۶۰ تا ۸۲ کا مطالعہ کریں جس میں حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا قصہ بڑی تفصیل سے بیان ہوا ہے، تفصیلات سے بچتے ہوئے اس قصہ کا مطلوبہ حصہ ملاحظہ فرمائیے۔

امام بخاری نے کتاب التفسیر الکہف: ۶۰ حدیث نمبر ۴۷۲۵ و ۴۷۲۷ میں اور امام مسلم رحمہ اللہ نے فضائل الخضر حدیث نمبر ۶۱۶۳ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ سے

---

[1] ۵/المائدہ: ۱۱۶۔

پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ آپ نے جواب دیا: میں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی سرزنش کی کہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں نہ کی، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مجمع البحرین میں میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ یا اللہ! میں ان کی طرف کیسے پہنچ سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے ساتھ ایک مچھلی لے لو، اسے تھیلے میں ڈال لو جہاں تم مچھلی گم پاؤ وہاں وہ تمہیں مل جائیں گے۔

(حضرت موسیٰ علیہ السلام جب خضر سے ملے تو کہا) میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ جو علم اللہ کی طرف سے آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ بھلائی کی باتیں مجھے بھی سکھا دیں۔ ﴿قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ [1]

"خضر نے کہا: تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔" (اور پھر یہ بھی کہا) اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے مجھے کچھ ایسا علم سکھایا ہے جو آپ نہیں جانتے اور اس نے کچھ علم آپ کو ایسا سکھایا ہے جو میں نہیں جانتا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس دوران ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی اس نے دریا سے پانی کی ایک چونچ بھری تو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا علم اور آپ کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں اتنا ہے جس قدر اس چڑیا کے چونچ بھرنے سے دریا کے پانی میں کمی ہوئی ہے۔"

دوسری روایت میں ہے:

((وَوَقَعَ عُصْفُوْرٌ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهٗ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰى، مَا عِلْمُكَ وَ عِلْمِيْ وَ عِلْمُ الْخَلَائِقِ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ

[1] ۱۸/کھف: ٦٨۔

مِنْقَارَهُ))

''ایک چڑیا آ کر کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور اس نے اپنی چونچ دریا میں ڈبو دی تو حضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا علم، آپ کا علم اور تمام مخلوقات کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح چونچ کا وہ حصہ دریا کے مقابلے میں ہے، جسے چڑیا نے پانی میں ڈبویا تھا۔''

اس حقیقت کے اظہار سے شرک کی بنیادوں پر ایک اور ضرب لگتی ہے۔ اوپر کے فقروں میں اللہ تعالیٰ کی غیر محدود حاکمیت اور اس کے مطلق اختیارت کا تصور پیش کر کے بتایا گیا ہے کہ اس کی حکومت میں نہ تو کوئی بالا ستقلال شریک ہے اور نہ کسی کا اس کے ہاں ایسا زور چلتا ہے کہ وہ اپنی سفارشوں سے اس کے فیصلوں پر اثر انداز ہو سکے۔ اب ایک دوسری حیثیت سے بتایا جا رہا ہے کہ کوئی دوسرا اس کے کام میں دخل دے کیسے سکتا ہے، جبکہ کسی دوسرے کے پاس وہ علم ہی نہیں جس سے وہ نظام کائنات اور اس کی مصلحتوں کو سمجھ سکتا ہو۔

انسان ہوں یا جن یا فرشتے یا دوسری مخلوقات، سب کا علم ناقص اور محدود ہے۔ کائنات کی تمام حقیقتوں پر کسی کی نظر بھی محیط نہیں۔ پھر اگر کسی چھوٹے سے چھوٹے جز میں بھی کسی بندے کی آزادانہ مداخلت یا اٹل سفارش چل سکے تو سارا نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ نظام عالم تو درکنار، بندے تو خود اپنی ذاتی مصلحتوں کو بھی سمجھنے کے اہل نہیں ہیں۔ ان کی مصلحتوں کو بھی خداوند عالم ہی پوری طرح جانتا ہے اور اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس خدا کی ہدایت و رہنمائی پر اعتماد کریں، جو علم کا اصل سرچشمہ ہے۔

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ

ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝۲۸﴾ [1]

''جو کچھ ان کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ باخبر ہے۔ وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو، اس وقت لوگ اس کے خوف سے ڈر رہے ہوں گے۔''

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۷۶﴾ [2]

''جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے۔ اور سارے معاملات اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔''

ان آیات کی تفسیر وتشریح تو کتبِ تفاسیر قرآن میں دیکھی جائے، یہاں مختصراً یہ بتانا مطلوب ہے کہ انسان جو کچھ کر رہا ہے اس کو بھی اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور انسان جو کچھ اپنے پیچھے چھوڑ کر جا رہا ہے، اس کا بھی اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں، لہٰذا سفارش کرنے والے کو جب یہ معلوم ہی نہیں کہ اس کی پوری ہسٹری شیٹ کیا ہے تو وہ کیسے کسی کی سفارش کرے گا اسی لیے جس کو اجازت مرحمت ہوگی وہی سفارش کرنے کا اہل ہوگا اور اس کے علاوہ کوئی شخص سفارش نہ کر سکے گا۔

ہر جگہ اور ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کا اقتدار محیط ہے

آٹھویں بات جو آیۃ الکرسی میں ارشاد فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ

﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾

---

[1] ۲۱/الانبیاء: ۲۸۔ [2] ۲۲/الحج: ۷۶۔

''اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو محیط ہے۔''

یعنی اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے۔ حضرت وکیع رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کرسی اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں کی جگہ ہے اور عرش الٰہی کا کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا۔ ضحاک رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو پھیلا کر آپس میں ملا دیا جائے تو کرسی کی وسعت کے مقابلے میں یہ ایسے ہوں گے جیسے بیابان میں کوئی انگوٹھی پڑی ہو۔ [1]

اس جملے میں لفظ ﴿كُرْسِيُّهُ﴾ قابل غور ہے۔ ''کُرْسٌ'' کے معنی عربی لغت میں کسی چیز کی جمی جمائی تہ کے ہیں۔ اسی سے کرسی کا لفظ بنا ہے جو بیٹھنے کی جگہ یا چیز مثلاً تخت وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بیٹھنے کی جگہ یا چیز جب کسی صاحبِ اقتدار کے لیے خاص ہو تو اس کے اقتدار کا مرکز ہوتی ہے، اس وجہ سے کرسی کا لفظ اقتدار کی تعبیر کے لیے بھی استعمال ہونے لگا۔ صفات باری تعالیٰ کے بارے میں سلف صالحین کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات جس طرح قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہیں، ان کی بغیر تاویل اور کیفیت بیان کیے ان پر ایمان رکھا جائے لہٰذا ایمان رکھنا چاہیے کہ یہ کرسی فی الواقع ہے اور یہ عرش کے علاوہ چیز ہے۔ اس کی کیفیت کیا ہے؟ اس کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔

[1] المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۲۔ ۳۹۔۱۲۴۰۴، المستدرك الحاکم: ۲۔ ۲۸۲، ۳۱۱۶۔ تفسیر ابن ابی حاتم: ۲/ ۴۹۱ ۔ مزید دیکھیے السلسلة الصحيحة: ۲۰۹۔

زمین و آسمان کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں

اس آیت میں نویں بات جو ارشاد فرمائی گئی وہ یہ ہے کہ ﴿وَ لَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُهُمَا﴾ ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں''۔ ''اَدَ، یَئُوْدُ، اَوْدًا'' کے معنی ہیں کسی چیز کا ایسا بھاری اور گراں ہونا کہ اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے ﴿وَ لَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُهُمَا﴾ کے معنی یہ ہوئے کہ زمین و آسمان کی دیکھ بھال ذرا بھی خدا پر گراں نہیں ہے کہ اس کو کسی سہارے یا مددگار کی ضرورت ہو یا ضرورت پیش آئے ﴿حِفْظُهُمَا﴾ تثنیہ کا صیغہ ہے اس سے مراد ایک طرف سلسلہ سماوات ہے اور دوسری طرف مراد زمین ہے اور قرآن مجید نے ہر ایسے موقع پر جمع کے صیغہ کی بجائے تثنیہ کا صیغہ استعمال کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا اقتدار آسمانوں اور زمین کے ہر گوشے اور کونے پر حاوی ہے۔ ایسا قطعاً نہیں کہ اس کی وسیع مملکت کے بعض دور دراز گوشے ایسے ہوں جہاں اس کو اپنا اقتدار پوری طرح جمانے میں کامیابی نہ ہو رہی ہو اور وہ ان میں اقتدار جمانے کے لیے دوسرے معبودوں کو اپنا شریک بنانے پر مجبور ہو۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں جو اپنی سلطنت کو سنبھالے رکھنے کے لیے نائبین اور مددگاروں کے محتاج ہوتے ہیں ان کے بغیر حکومت کا انتظام دشوار ہو جاتا ہے بلکہ وہ غیر محدود علم، غیر محدود قدرت، اور غیر محدود قوت تصرف کا مالک ہے، اس لیے جس طرح ہم اپنے مکان کے صحن کی دیکھ بھال کر لیتے ہیں اس سے کروڑوں درجہ آسانی اور سہولت کے ساتھ وہ اس آسمان و زمین پر حاوی مملکت کا انتظام فرماتا ہے اور ذرا بھی اس کا بوجھ محسوس نہیں کرتا کہ وہ کسی کی طرف سے ہاتھ بٹانے کا محتاج ہو۔

اللہ بالا و برتر ذات، بزرگ اور عظمت والا ہے

دسویں اور آخری بات جو آیۃ الکرسی میں ارشاد فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ﴿ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾ ''وہ بلند و برتر اور عظمت والا ہے''۔ قرآن مجید میں لفظ (اَلْعَلِيُّ) آٹھ مقامات پر اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر آیا ہے ان میں سے ایک تو یہی مقام ہے، پھر سورۃ الحج میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾ ﴾ [1]

''یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے، وہ سب باطل ہیں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں اور اللہ ہی بالا دست اور بڑا ہے۔''

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٣٠﴾ ﴾ [2]

''یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اسے چھوڑ کر جن دوسری چیزوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور (اس وجہ سے کہ) اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔''

﴿ وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَا ذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾ ﴾ [3]

''اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص

---

[1] ٢٢/الحج: ٦٢۔ [2] ٣١/لقمٰن: ٣٠۔ [3] ٣٤/سبا: ٢٣۔

کہ جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔حتی کہ جب لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوگی تو وہ (سفارش کرنے والوں سے) پوچھیں گے کہ تمہارے رب نے کیا جواب دیا؟ وہ کہیں گے کہ ٹھیک جواب ملا ہے اور وہ بزرگ و برتر ہے۔''

﴿ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝۱۲ ﴾ [1]

''(جواب ملے گا) یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو، اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو ملایا جاتا تو تم مان لیتے تھے۔ اب فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ ہے۔''

﴿ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ [2]

''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے، وہ برتر اور عظیم ہے۔''

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۵۱ ﴾ [3]

''کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے، اس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اللہ کے حکم سے جو کچھ چاہتا ہے وحی کرتا ہے وہ برتر اور حکیم ہے۔''

---

[1] ٤٠/المؤمن:١٢۔ [2] ٤٢/الشوریٰ:٤۔ [3] ٤٢/الشوریٰ: ٥١۔

﴿ وَ اِنَّهٗ فِيْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴾ [1]

''درحقیقت یہ ام الکتاب میں ثبت، ہے ہمارے ہاں بڑی بلند مرتبہ اور حکمت سے لبریز کتاب۔''

ان آیات کا بغور مطالعہ کریں تو ﴿ الْعَلِيُّ ﴾ کے ساتھ ﴿ الْعَظِيْمُ ﴾ صرف الشوریٰ: ۴۲: ۴ میں آیا ہے باقی مقامات پر ﴿ الْعَلِيُّ ﴾ کے ساتھ ﴿ الْكَبِيْرُ ﴾ (الحج، لقمٰن، سبا، المومن) اور ﴿ عَلِيٌّ ﴾ کے ساتھ (الزخرف) میں ﴿ حَكِيْمٌ ﴾ آیا ہے۔ یعنی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے یہ دو صفاتی نام صرف دو مقامات پر یکجا آئے ہیں۔

صفت ﴿ الْعَظِيْمُ ﴾ بھی کئی مقامات پر آئی ہے ملاحظہ فرمائیں:

﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴾ [2]

''پس (اے نبی ﷺ) اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو۔''

﴿ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴾ [3]

''یہ نہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا۔''

﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴾ [4]

''پس (اے نبی ﷺ) اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو۔''

﴿ الْعَلِيُّ ﴾ کے معنی بلند اور برتر کے ہیں یہ عَلِیَ (لام کی زیر) سے مشتق ہے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر جب آئے تو اس کے معنی ہوں گے کہ وہ ذات اتنی بلند و بالا تر ہے کہ کوئی شخص اس کا وصف بیان کر سکے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ذات ہر چیز سے بالا و برتر ہے جس کے سامنے سب پست ہیں۔

---

[1] ۴۳/الزخرف: ۴۔ [2] ۵۶/الواقعۃ: ۷۴۔

[3] ۶۹/الحاقۃ: ۳۳۔ [4] ۶۹/الحاقۃ: ۵۲۔

اس کا کوئی ہمسر نہیں، اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں سے کسی چیز میں بھی کوئی اس کا حصہ دار نہیں، وہ اس سے بہت بالا و برتر ہے کہ کسی بشر سے روبرو کلام کرے اور وہ ﴿الْعَلِيُّ﴾ کے ساتھ ﴿الْعَظِيمُ﴾ بھی ہے "بزرگ اور عظمت والا" ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔ اسی لیے حکم دیا گیا ہے کہ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝﴾ پس اے نبی (ﷺ) اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو...... وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ...... اللہ "علی" اور "عظیم" یعنی اس کی ہستی بڑی ہی بلند اور بڑی ہی عظیم ہے۔ اس کے علم، اس کی قدرت، اور اس کی وسعت کو اپنے محدود پیمانوں سے نہ ماپا جائے، یہیں سے اس کے بارے میں گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں اور شرک کی راہیں کھلتی ہیں۔ اپنی صفات کے باب میں جو کچھ وہ خود بتاتا ہے اس پر ایمان لایا جائے اور ظن و قیاس اور تشبیہ و تمثیل کی خیال آرائیوں سے اجتناب کیا جائے۔

﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ وہ علی و عظیم ہے جو ایک طرف ہر نقص سے ماورا ہر عیب سے بالاتر ہے تو دوسری طرف تمام صفات کمال کا جامع ہے۔ عَلِیّ اور عظیم دو صفات کا یہاں پر لانا بڑا معنی خیز ہے۔ عُلُوّ کا حاصل ہے تمام صفاتِ نقص کی نفی، سارے عوارضِ حدوث سے برتری اور عظمت کا حاصل ہے، تمام صفات کمال کا اثبات اور ایسی ذات کا ایجاب جس کے مرتبہ کی انتہا ہو اور نہ جس کی کنہ دریافت ہو سکے۔ گویا عَلِیّ و عظیم کی ان دو صفات عالیہ کے اندر عظمت و کمال کے سلبی و ایجابی پہلو سارے کے سارے آگئے۔ اور ہر اس ضلالت کی تردید ہوگئی جو شرک فی الصفات سے پیدا ہو سکتی تھی۔ یہ ہے آیۃ الکرسی، پھر ایک مرتبہ اس کی تلاوت کیجئے

اور ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ ﴿ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴾ ہے، جس کو نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔ زمین وآسمان میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص سفارش نہیں کر سکے گا۔ مخلوق کے جو کچھ سامنے ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پیچھے اوراوجھل ہے، اس کو بھی جانتا ہے۔ اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے، اس کا اقتدار زمین وآسمان کی ہر چیز پر حاوی ہے۔ زمین وآسمان کی حفاظت قطعاً اس پر دشوار نہیں، وہ ﴿ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴾ ہے، لہٰذا ہر مسلمان مرد وعورت کا فرض ہے کہ وہ شب وروز آیۃ الکرسی کو وردِ زبان بنائے، اس کے مضامین پر غور وفکر جاری رکھے، بالخصوص فرض نمازوں کے بعد اس کو بطور وظیفہ پڑھے، رات کو سوتے وقت اس کی تلاوت کرے اور جن چیزوں کی ہنگامی اور مستقل حفاظت مطلوب ہو ان پر دم کرے، اس طرح ہر محاذ پر شیطان کے مقابلے میں آیۃ الکرسی کو حرزِ جان بنائے۔